استبقوا الخیرات

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

فروری ۱۹۶۳ء

(ایڈیٹر)

رفیق احمد ثاقب

چندہ سالانہ ۵ روپے ⁂ ممالک بیرون ۱۰ شلنگ

فی پرچہ ۵۰ پیسے

کلام الامام امام الکلام

اَے خدا اَے کارساز و عیب پوش و کردگار
اَے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کِس طرح تیرا کروں اَے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ مَیں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تری کچھ کم نہ تھے خدمت گذار

مَیں تو مرکر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
مَیں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

آسماں میرے لئے تُو نے بنایا اِک گواہ
چاند اور سُورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؛ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"
(المصلح الموعود)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ خالد ربوہ

مجلسِ ادارت
مدیر :- رفیق احمد ثاقب
نائبین :- انور حسن
لطف الرحمٰن محمود

جلد ۹	تبلیغ ۱۳۴۲ھ ش	فروری ۱۹۶۳ء	شمارہ ۲

ترتیب

(سید عبد الباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)

افتتاحیہ

● فروری کا شمارہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے حسب معمول کوشش کی گئی ہے کہ چمنستانِ دانش و حکمت میں سے گلہائے رنگا رنگ چُن کر سلیقہ سے پیش کئے جائیں۔ امید ہے قارئین کی عملی دلچسپی اور دلی دعائیں خالد کو بدستور میسر رہیں گی۔

● انبیاء کرام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے معجزات دکھاتا چلا آیا ہے۔ سیدنا حضرت سرور کونین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات باقی تمام انبیاء کے معجزات و نشانات پر فوقیت رکھتے ہیں۔ عطاء المجیب صاحب راشد نے حضور کے چند اہم معجزات کے بیان میں قلم اٹھایا ہے۔ مضمون کے تسلسل کو قائم رکھتے ہوئے جا بجا حضور کے عاشق صادق حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی جذب و عشق میں ڈوبی ہوئی تحریرات کے اقتباسات درج ہونے سے مضمون کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔

● سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک بہت بڑا نشان مصلح موعود کی پیشگوئی کا نہایت شان سے پورا ہونا ہے۔ اس اہم پیشگوئی کا نہایت مختصر اجمالی خاکہ اداریہ کے طور پر شامل اشاعت ہے۔

● رمضان المبارک کا آغاز ہو چکا۔ لئیق احمد صاحب طاہر نے "عظمت اور برکت والا مہینہ" کے زیر عنوان اس مبارک مہینہ کے چند فضائل دلچسپ انداز میں پیش کئے ہیں۔ جو امید ہے کہ قارئین کے شوق عبادت کو بڑھانے کے سلسلہ میں مہمیز کا کام دینگے۔

● احمدیت کی صداقت کس طرح نیک طبعوں پر آشکار ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں کیا کیا دشواریاں سدِ راہ بنتی ہیں۔ یہ ایک دلچسپ داستان ہے۔ چند سال قبل حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی خصوصی تحریک پر مختلف لوگوں کے قبولِ احمدیت کے واقعات جمع کرنیکا کام شروع کیا گیا تھا۔ خالد میں اس قسم کے واقعات کی بعض اقساط پہلے بھی شائع ہو چکی ہیں۔ زیرِ نظر شمارہ میں سرار احمد صاحب خادم اپنی داستان سنا رہے ہیں۔

● خالد بنیادی طور پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ مجلسی سرگرمیوں کے بارہ میں مختلف کوائف و اعلانات اس کا جزو لازم ہیں۔ خدام کے لئے یہ صفحات یقیناً بہت اہم ہوتے ہیں۔

● جنید ہاشمی صاحب کے تعاون سے شذرات کے طور پر "اقتباس و التباس" کا نہایت دلچسپ کالم شروع کیا گیا ہے جس میں اِدھر اُدھر سے مفید و دلچسپ کوائف مناسب تبصرہ کے ساتھ پیش کئے جاتے رہیں گے انشاء اللہ۔ امید ہے قارئین اس نئے کالم کو پسند فرمائیں گے۔

● معلوماتِ عامہ کے سلسلہ میں اس دفعہ انسانی آنکھ کے بارہ میں بعض مفید و ضروری معلومات یکجا کر دی گئی ہیں۔

● حصہ نظم میں نہ جانے کیوں قارئین پوری دلچسپی نہیں لے رہے۔ حالانکہ پاکیزہ خیالات والی دینی و اصلاحی نظموں کے لئے ایک وسیع میدان پڑا ہے۔ نوجوان شعراء کو اس کی طرف فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ مبشر خورشید صاحب نے امید دلائی ہے کہ وہ آئندہ بھی اپنا کلام خالد کو بھجواتے رہیں گے۔

● جنوری کے شمارہ میں ایک جامع مقالہ "اسلام اور امنِ عالم" کے نام سے چھپا تھا۔ افسوس ہے کہ مقالہ نگار کا نام درج ہونے سے سہواً رہ گیا تھا۔ یہ مقالہ رشید احمد صاحب جاوید بی۔ اے کا تحریر کردہ ہے۔ ادارہ اس فروگزاشت پر جاوید صاحب سے معذرت خواہ ہے۔

اداریہ

پیشگوئی مصلح موعود

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت

خدائے واحد کے مامورین و مرسلین کے منجانب اللہ اور برحق ہونے کا ایک بیّن ثبوت ان بزرگوں کے حیرت انگیز معجزات و نشانات ہوا کرتے ہیں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ اپنی قدرتوں کے نشانات ظاہر فرماتا رہا ہے۔ چنانچہ ادیانِ عالم کے مختلف صحائف ایسے بے شمار واقعات و کمالات سے بھرے پڑے ہیں۔ خود قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر کئی گزشتہ انبیاء کرام کے معجزات و نشانات کا ذکر بار بار آیا ہے۔ نیز آئندہ کے بارہ میں بے شمار پیشگوئیاں موجود ہیں جو اپنے اپنے وقت پر نہایت شان سے پوری ہوئیں اور انشاء اللہ العزیز آئندہ بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت بھی قرآن کریم اور احادیث میں مندرج پیشگوئیوں کے عین مطابق ہوئی۔ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع اور مقامِ محمدیت میں بکلّی فنا ہو جانے کے طفیل اُمتی نبی کا مقام حاصل کیا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے معجزات و کرامات اور نشان نمائی کی صلاحیتوں میں سے وافر حصہ پایا آپ کے دعویٰ کی تائید و تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار نشانات ظاہر فرمائے جو ہزاروں لاکھوں سعید روحوں کی ہدایت و راہنمائی کا موجب ہوئے۔ پیشگوئی مصلح موعود کو حضرت مسیح پاک کے ان نشانات میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ یہ ایک عظیم الشان نشان ہے ان لوگوں کے لئے جو خدا تعالیٰ کی جاری و ساری قدرتوں پر یقین نہیں رکھتے۔ جو اس زمانہ میں معجزات و کرامات کے قائل نہیں رہے جو حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے منجانب اللہ برحق ہونے میں شک رکھتے ہیں اور نیز ان لوگوں کے لئے بھی جو ہنوز یہ تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں کہ یہ پیشگوئی پوری بھی ہو چکی۔

ماہ فروری کی مناسبت سے (کہ یہی وہ مہینہ تھا جب اس پیشگوئی کے بارہ میں اوّل اوّل حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے اعلان فرمایا گیا) ہم ضروری خیال کرتے ہیں کہ اس عظیم الشان پیشگوئی کا اجمالی خاکہ اختصاراً تحدیثِ نعمت کے طور پر تعارفی رنگ میں درج کر دیں کہ شاید یہی ایک نشان کسی سعید روح کی ہدایت کا موجب بن جائے۔ ع

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں + اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

واضح رہے کہ مصلح موعود کے بارہ میں پیشگوئیاں اپنی اصولی شکل میں دراصل قدیم سے موجود تھیں (ملاحظہ ہو طالمود باب پنجم ص ۳۷ مطبوعہ لندن ۱۸۷۸ء و دساتیر صفحہ ۱۹) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسیح موعود کے متعلق خبر دی کہ "یتزوج و یولد لہ" (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰؑ) یعنی مسیح موعود شادی کرے گا اور اسے (خاص) اولاد دی جائے گی۔ شاہ نعمت اللہ ولیؒ آج سے سات سو برس

قبل مہدی وقت اور عیسیٰ دوراں کے متعلق فرماتے ہیں:۔

دورِ اُو چوں شود تمام بکام　+　پسرش یادگار مے بینم

یعنی جب اس کا کامیاب دَور ختم ہوگا تو اس کا بیٹا اس کی یادگار (یعنی خلیفہ) ہوگا۔

(اربعین فی احوال مہدیین مطبوعہ ۱۲۶۸ھ)

اسی طرح دیگر بہت سے بزرگوں اور اولیاء کرام نے مہدی کے ساتھ اس کے ایک خاص بیٹے کا ذکر کیا ہے ان شہادتوں سے یقیناً اس پیشگوئی کی عظمت دوبالا ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اپنے اس خاص بیٹے کے بارہ میں پیشگوئی اولاً ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو شائع فرمائی اور اسے اسلام کی حقانیت کا واضح نشان قرار دیا۔ یاد رہے کہ حضور نے ۱۸۸۶ء میں ہوشیار پور کے مقام پر چالیس دن تک چلہ کشی کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت تضرع اور ابتہال سے اسلام کی کامیابی کے لئے دعائیں مانگیں جس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عظیم الشان بشارت سے نوازا۔ حضور کی اس پیشگوئی کا مکمل متن تو کئی اوراق پر پھیلا ہوا ہے۔ طوالت سے ڈرتے ہوئے ہم صرف چند اہم ٹکڑوں کے درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں حضور اقدس فرماتے ہیں:۔

"خدائے رحیم و کریم و بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے جَلَّ شَانُہٗ وَ عَزَّ اسْمُہٗ نے اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں۔ اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا کہ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ یہ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اسکی کتاب اور اسکے رسولِ پاک محمد مصطفیٰ ؐ کو انکار اور تکذیب کی راہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام تجھے دیا جائے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔۔۔۔ اسکے ساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا۔۔۔۔ بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔۔۔۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔۔۔۔۔۔

دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی وارجمند۔ مظہر الاوّل والآخر۔ مظہر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اسکے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔۔۔۔۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اوّل)

اس اشتہار کے بعد حضور کو بتایا گیا کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا۔ اور وہ مصلح موعود ہوگا۔ اس وقت تک حضور کے ہاں ام المومنین حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی۔ اور یہ بات کتنی عجیب نظر آتی تھی کہ آپ ایک عظیم الشان صلاحیتیں رکھنے والے بیٹے کے بارہ میں پیشگوئی فرما رہے ہیں۔ ۱۸۸۶ء میں کسے معلوم تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی قائم کردہ جماعت ترقی بھی کرسکیگی یا نہیں اور آپکی وفات کے بعد قائم بھی رہ سکے گی۔ اور کون کہہ سکتا تھا کہ آپ کی کتنی زندگی باقی ہے۔ اور آپکو اولاد حاصل بھی ہوسکیگی یا نہیں۔ اور کوئی بیٹا بھی پیدا ہوسکے گا یا صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوں گی۔ اور پھر وہ اولاد زندہ رہنے والی بھی ہوگی یا نہیں۔ یا وہ اولاد لائق ہوگی اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے والی اور اس کا نام روشن کرنیوالی بھی ہوگی یا نہیں۔ اور پھر ایک خاص بیٹے کا دیا جانا جس میں خارق عادت طور پر خاص طاقتیں اور خوبیاں موجود ہوں۔ اور اسکے ذریعہ ان سب وعدوں کا پورا ہو سکنا۔ یہ سب باتیں بظاہر کس قدر محال نظر آتی تھیں اس پیشگوئی کے شائع ہونے پر یقیناً لوگوں کو تعجب ہوا ہوگا لیکن خدائی وعدے ضرور پورے ہو کر رہتے ہیں۔ اور درمیان میں خواہ کس قدر ابتلاء اور رکاوٹیں آئیں انجام کار صادقوں کے منہ سے نکلی ہوئی باتیں ضرور پوری ہوجاتی ہیں۔

حضور کی اس پیشگوئی کے بعد اپریل ۱۸۸۶ء میں صاحبزادی عصمت تولد ہو کر وفات پاگئیں پھر ایک صاحبزادہ بشیر اوّل پیدا ہو کر نومبر ۱۸۸۸ء میں فوت ہوگئے۔ اس پر مخالفین کی طرف سے بڑا ہنگامہ ہوا کہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ اسکے جواب میں آپنے سبز اشتہار شائع کیا جس میں آپ فرماتے ہیں:-

"دوسرا لڑکا۔۔۔۔۔ جس کا دوسرا نام محمود ہے وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہیں ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدے کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اسکے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔"

اس اشتہار کی طباعت پر ابھی ڈیڑھ مہینہ بھی نہیں گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو آپکے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگیا جس کا نام آپنے تفاؤل کے طور پر بشیر (ثانی) اور محمود بھی رکھا لیکن حتمی طور پر ابھی آپنے یہ اعلان نہیں فرمایا کہ یہی لڑکا پسر موعود و مصلح موعود ہوگا یا کوئی اور۔

اس کے بعد مزید انکشاف ہونے پر ۱۸۹۷ء میں آپ نے تحریر فرمایا:۔

"سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہو گیا۔ کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔" (سراج منیر صفحہ ۳۱)

صاف ظاہر ہے کہ سبز اشتہار میں جس پسرِ موعود کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اسکے مصداق خود حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی نظر میں حضرت محمود ہی ہیں۔ پھر آپکے اکثر بزرگ صحابہ بھی "میاں صاحب" یعنی سیدنا محمود ایدہ اللہ الودود کو ہی مصلح موعود قرار دیتے رہے مصلح موعود کے متعلق حضرت خلیفہ اول رضؓ نے پیر منظور محمد صاحب کے استفسار پر فرمایا "ہمیں تو پہلے سے ہی معلوم ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے ہیں۔ اور ان کا ادب کرتے ہیں"۔

تاریخ شاہد ہے کہ حضرت نور الدینؓ کا قیافہ غلط نہ تھا۔ کیونکہ آپ کی وفات پر یہی "میاں صاحب" خلیفہ منتخب ہوئے۔ اور اگرچہ آپ کو شدید مخالفتوں اور نامساعد حالات کے مسلسل تھپیڑے کھانے پڑے۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آپ کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھتا چلا گیا۔ مسیح پاک کی قائم کردہ جماعت نہایت مستحکم بنیادوں پر کھڑی ہو گئی اور اپنے اور پرائے سبھی حضرت امام جماعت احمدیہ کی نہایت اعلیٰ قائدانہ صلاحیتوں کے معترف ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بے شمار پیشگوئیاں آپکے دورِ خلافت میں بڑی شان کیساتھ پوری ہوئیں اور خدا تعالیٰ نے آپکی تائید میں عجیب عجیب واقعات ظاہر فرمائے۔ پسرِ موعود والی پیشگوئی کا ہر ہر لفظ آپ ہی کو اس کا حقیقی مصداق ثابت کر رہا تھا اور اس میں قطعاً کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی کہ مصلح موعود آپ ہی ہیں۔ عقیدت مند آپ سے پوچھتے تھے کہ جب پیشگوئی کے تمام الفاظ آپکی ذات میں پورے ہو رہے ہیں تو آپ کیوں "مصلح موعود" ہونے کا اپنے منہ سے اقرار نہیں کرتے۔ مگر آپ ٹال جاتے اور اس سارے عرصہ میں تحدی سے اور بالتعیین دعویٰ نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ ۱۹۴۴ء آ پہنچا۔ جب اللہ تعالیٰ نے رویا کے ذریعہ آپ کو بتا دیا کہ آپ ہی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہیں اور الہاماً آپکی زبان سے کہلوایا کہ "انا المسیح الموعود مثیلہٗ وخلیفتہٗ" چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ واضح اشارات پاکر آپ نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرمادیا۔ اور اس طرح حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے حسن و احسان میں نظیر ثابت ہوئے۔

اس مختصر مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ پیشگوئی کے ہر فقرہ اور ہر لفظ کی تشریح کرتے ہوئے حضرت سیدنا محمود کی ذات والاصفات پر اس کا انطباق ہوتا ہوا تفصیلاً دکھایا جاسکے۔ تاہم چند زیادہ واضح نشانات کا تذکرہ کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں:۔

① حضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ کے وجود میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پسرِ موعود والی عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی ہے وہاں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کی صداقت کی بھی گویا بیّن دلیل ہیں۔ اور اس طرح سے مظہر الاوّل والآخر ثابت ہو رہے ہیں۔

② "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کا بظاہر کوئی خاص مطلب نہیں نکلتا۔ مگر درحقیقت اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی چھپی ہوئی ہے جس طرح ہفتہ کا آغاز شنبہ سے ہوتا ہے اور دوشنبہ یک شنبہ کے بعد آتا ہے اسی طرح مسیح موعودؑ کے زمانہ کے بعد پہلے خلافتِ اولیٰ اور اسکے بعد مصلح موعود کا زمانہ آنا تھا۔ علاوہ ازیں آپکے الہامی نام فضلِ عمر میں بھی یہ امر مخفی تھا کہ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عمر فاروق رضؓ

دوسرے خلیفہ ہوئے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حضرت فضل عمر انکے دوسرے خلیفہ ہوں گے اور نیز دیگر کئی امور میں بھی آپ حضرت عمرؓ سے ایک گونہ مماثلت رکھیں گے۔

(۳) پیشگوئی میں لکھا ہے کہ مصلح موعود کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ واقعات شاہد ہیں کہ حضرت سیدنا محمود کا زمانہ جماعت احمدیہ کے لئے بہت مبارک ثابت ہؤا اور اسے دن دوگنی رات چوگنی ترقی نصیب ہوئی لیکن دوسری طرف آپکے مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے ساتھ ہی (یعنی ۱۹۱۴ء میں) دنیا ایک ہولناک تباہی (جنگِ عظیم اوّل) کی لپیٹ میں آگئی۔ اور اب تک جلالِ الٰہی کے مختلف نوع کے نمونے مشاہدہ کر رہی ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

(۴) مصلح موعود کی ایک بڑی علامت "تین کو چار کرنیوالا" بیان کی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب سمجھ نہیں آیا لیکن آج پیشگوئی کا یہ حصہ بھی کئی پہلوؤں سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی ذات میں پورا ہو چکا ہے۔ مثلاً حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے وقت آپکے صرف تین فرزند آپکی بیعت میں داخل تھے اور چوتھے فرزند مرزا سلطان احمد صاحب ابھی احمدی نہ ہوئے تھے لیکن حضرت سیدنا محمود کو خدا تعالیٰ نے یہ سعادت نصیب کی کہ آپکے دورِ خلافت میں مرزا سلطان احمد صاحب آپکے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور اس طرح سیدنا حضرت محمود کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کے روحانی فرزندوں کی تعداد تین سے چار ہوگئی۔۔۔ اسی طرح آپ اسلام کے تین روحانی مراکز یعنی مکّہ۔ مدینہ اور قادیان میں ایک چوتھے مرکز (ربوہ) کے اضافہ کا موجب ہوئے۔

(۵) پیشگوئی میں مصلح موعود کو سخت ذہین و فہیم قرار دیا گیا ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ حضرت سیدنا محمود کے ہزارہا خطبات اور مختلف نوع کی دیگر تصنیفات پکار پکار کر اس کی تصدیق کر رہی ہیں اور ایک دنیا آپ کے علم و فضل۔ دانش و حکمت اور فہم و ذہانت کا سکّہ مان چکی ہے۔ قرآنِ مجید کے معارف کے وہ بیش بہا خزائن آپ پر کھلے ہیں کہ موجودہ وقت میں اور کوئی شخص اس میں آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

(۶) مادی اور روحانی ہر دو لحاظ سے آپ ہزارہا اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوئے ہیں۔ کشمیر کمیٹی کی صدارت (۱۹۳۱-۳۲ء) کے دوران مظلوم کشمیریوں کو حقِ خود ارادیت دلانے کے لئے آپ نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ غیر بھی آپ کی خدمات کے دل و جان سے معترف ہوئے اور اس طرح آپ اسیروں کی رستگاری کا موجب بنے۔ پھر علاقہ ملکانہ (یو۔پی) کے ہزارہا باشندوں کو شدھی کی لپیٹ سے نکال کر کلمہ توحید پڑھوانے کی بھی آپ کو توفیق ملی اور چاردانگِ عالم میں آج بھی آپ کے بھیجے ہوئے مبلغین کے ذریعہ اسیرانِ کفر و ضلالت کی روحانی رستگاری کا کام بڑی سرعت سے جاری ہے۔

(۷) مصلح موعود کے لئے مقدّر تھا کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے اور قومیں اس سے برکت پائیں۔ گلوب سامنے رکھ کر دیکھ لیجئے دنیا کے تقریباً ہر خطّہ میں سیدنا محمود کے جاں نثار مبلغین و واعظین موجود ہیں جو قریہ قریہ پھر کر نہایت جانفشانی سے اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچا رہے ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ کے نام کے علاوہ سیّدنا محمود کا نام بھی زمین کے کناروں تک شہرت پا رہا ہے۔ نادان اعتراض کر سکتے ہیں کہ محض شہرت حاصل کر لینا کچھ مشکل نہیں۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ یہ بھی (باقی ص۳۵ پر)

قرآن کریم کے حقائق و معارف

معارف الفرقان

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا ۝ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ۝ (الفرقان ۶۲-۶۳)

ترجمہ:- برکت والی ہے وہ ہستی جس نے آسمان میں ستاروں کے ٹھہرنے کے مقام بنائے ہیں اور اس میں چمکتا ہوا چراغ بنایا ہے اور نور دینے والا چاند بنایا ہے۔ وہی ہے جس نے رات کو اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنیوالا بنایا ہوا ہے۔ اس شخص کے (فائدہ کے) لئے جو نصیحت حاصل کرنا چاہے یا شکرگذار بندہ بننا چاہے۔

تشریح:- ان آیات میں کفار کو توجہ دلائی گئی ہے کہ خدا کی رحمت نے دنیوی زندگی کے لئے سورج اور چاند پیدا کئے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ دینی زندگی کے لئے ایسا نہ کیا ہو۔ اگر روحانی سورج اور چاند نہ ہو تو انسان پر روحانی موت آجائے۔

پس ان آیات میں انسان کو ظاہری نظام دیکھ کر روحانی نظام کی طرف توجہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ۔ لیل و نہار کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ کبھی دنیا کی اصلاح کے لئے انبیاء آتے ہیں اور کبھی تاریکی کا دَور دورہ ہوتا ہے۔ اس لئے لمن اراد ان یذکر او اراد شکورًا میں بتایا کہ روحانی رات اور دن کو یکے بعد دیگرے اس لئے لایا جاتا ہے کہ نصیحت سن کر اپنی اصلاح کرنے والے اپنی اصلاح کرلیں۔ اور جو فطرتی نیکی کے مقام پر ہوں وہ مقامِ شکر کو پالیں۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر آدمی کی اصلاح ہوسکتی ہے اور عیسائیوں کا یہ نظریہ کہ انسان فطرتی طور پر گناہ گار ہے غلط ہے۔

نظامِ عالم سے فائدہ تو کفار بھی اٹھا رہے ہیں۔ پھر یہاں دو گروہوں کی تخصیص کیوں کی گئی ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق لولاك لما خلقت الافلاك کے الفاظ آتے ہیں اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی تمام چیزیں اصل میں مومن کے لئے پیدا کی گئی ہے اور کفار کا ان سے فائدہ اٹھانا ایسا ہی ہے جیسے آقا کہیں جائے تو اس کے گھوڑے کو بھی چارہ مل جاتا ہے۔ (مخزنِ معارف)

احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) حضرت عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس مسلمان کو فرض نماز کا وقت آجائے اور وہ وضو اور خشوع اور رکوع کو اچھی طرح بجالائے تو اس کے پہلے گناہوں کا ضرور کفارہ ہوجاتا ہے بشرطیکہ کبائر گناہ کا مرتکب نہ ہو اور یہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ (مسلم)

(۲) حضرت ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور پھر (عید کے بعد) شوال کے چھ روزے بھی پورے کرلے تو گویا اس نے سال بھر کے روزے رکھے۔ (گویا ایک روزہ کا اجر دس گنا ملیگا)

(مسلم)

(۳) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے۔ شب بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے (بخاری)

(۴) حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ قرآن مجید پڑھو۔ قیامت کے دن قرآن اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفاعت کا موجب ہوگا۔ (مسلم)

(۵) حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی چھوٹے سے چھوٹے کام کو بھی حقیر مت سمجھ گو وہ اتنا ہی ہو کہ اپنے بھائی سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے۔" (مسلم)

(۶) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے قیامت کے دن وہ شخص مجھے بہت عزیز اور قریبی ہے جو اخلاق اچھے رکھتا ہو اور دور تر وہ ہے جو تکلف سے کلام کرنے والا، باتونی، بیہودہ گو اور متکبر ہو۔"

(ترمذی)

(۷) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تمہیں بتلاؤں کہ بہتان کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے جو کثرت گفتگو سے لوگوں میں فساد ڈالے۔" (مسلم)

( ) حضرت ابو ایوبؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ جدائی کرے۔ اور جب ایک دوسرے کا سامنا ہو تو ایک ادھر منہ پھیر کر چلا جائے اور دوسرا ادھر۔ ان میں سے اچھا وہ ہے جو السلام علیکم پہلے کہے۔" (متفق علیہ)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اگر انسان اپنے قویٰ سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے

"یہ قویٰ جو انسان کو دیئے گئے ہیں اگر وہ ان سے کام لے تو یقیناً ولی ہو سکتا ہے۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس امت میں بڑی قوت کے لوگ آتے ہیں جو نور اور صدق اور وفا سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے کوئی شخص اپنے آپ کو ان قویٰ سے محروم نہ سمجھے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی فہرست شائع کر دی ہے جس سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمیں ان برکات سے حصہ نہیں ملے گا۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم ہے۔ اس کی کریمی کا بڑا گہرا سمندر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اور جس کو تلاش کرنے والا اور طلب کرنے والا کبھی محروم نہیں رہا۔ اس لئے تم کو چاہیئے کہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگو اور اس کے فضل کو طلب کرو۔ ہر ایک نماز میں دعا کے لئے کئی مواقع ہیں۔ رکوع۔ قیام قعدہ۔ سجدہ وغیرہ۔ پھر آٹھ پہروں میں پانچ مرتبہ نماز پڑھی جاتی ہے۔ فجر۔ ظہر۔ عصر۔ شام اور عشاء۔ ان پر ترقی کر کے اشراق اور تہجد کی نمازیں ہیں۔ یہ سب دعا ہی کے لئے مواقع ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۳۵۱)

تبرکات

۲۰ فروری ۱۹۵۹ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کی مسجد نور میں یوم مصلح موعود کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا تھا منتظمین کی درخواست پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے اس کے لئے جو پیغام بھجوایا تھا اس کے آخری حصہ کا عکس پیش کیا جا رہا ہے (ادارہ)

پس ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ مصلح موعود والی پیشگوئی پر غور کر کے اس کی اصل حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اس بات کو کبھی نہ بھولیں کہ مصلح موعود کا ظہور مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا تتمہ ہے اور اس کی تکمیل کے لئے مقدر ہے۔ کیونکہ زمانہ نے اس کو نیل سا ایک درخت بنایا ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مبارک ہاتھوں سے دنیا میں لگایا اور پھر اس درخت نے پھلنا اور پھولنا اور پھیلنا ہے۔ اندریں حالات ہمارا فرض ہے کہ ہم اس درخت کی آبپاشی اور ترقی میں انتہائی کوشش اور انتہائی قربانی سے کام لیں۔ ہم کہ اسے ہم کے

لئیق احمد طاہر۔ ربوہ

عظمت اور برکت والا مہینہ

شعبان کی آخری تاریخ کو آنحضرت رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا کہ:-

"لوگو تمہارے پاس عظمت اور برکت والا مہینہ آرہا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس مہینے کے روزے فرض کر دیئے ہیں۔ اور رات کا قیام نفل قرار دیا ہے اس میں نفلی عبادت کا ثواب اور دنوں کی فرض عبادت کے برابر ہے۔ یہ مہینہ باہمی غمخواری اور ہمدردی کا مہینہ ہے۔ اس میں مومن کا رزق بڑھتا ہے ...... اس مہینے کا اوّل حصّہ رحمت، درمیانی حصّہ مغفرت، اور آخری حصّہ جہنم سے چھٹکارا حاصل کرنے کا ہے"۔
(مشکوٰۃ)

الحمدللہ کہ عظمت اور برکت والا یہ عظیم الشان مہینہ ایک سال بعد پھر جلوہ گر ہوا ہے۔ خدائے واحد و قدوس کی عظمت کے ترانے دنیائے اسلام کے گھر گھر گائے جا رہے ہیں۔ مومنین کے قلوب خوشیوں سے لبریز ہیں۔ آنکھیں مسرت کے آنسو بہا رہی ہیں کہ رمضان المبارک ایک دفعہ پھر اپنی تمام برکات کے ساتھ آن پہنچا ہے۔
الحمد للہ الذی ذھب بشعبان وجاء بشھر رمضان۔

روحِ انسانی خوشیوں سے اچھل رہی ہے۔ قریہ قریہ سے ذکر الٰہی کی دلکش اور شیریں مترنم صدائیں بلند ہو رہی ہیں۔ خدائے غیور کی رحمت پھر سے جوش میں آئی ہوئی ہے۔ نور کے فرشتے انسانوں کی جھولیاں نور سے بھر رہے ہیں۔ دربارِ خداوندی تک رسائی پانیوالے کامیاب و کامران لوٹ رہے ہیں۔ عرش سے منادی ہو رہی ہے رحمتی وسعت کلّ شیءٍ! رحمتی وسعت کلّ شیءٍ!! رحمتی وسعت کلّ شیءٍ!!!

روزہ دار بھوک سے بیتاب ہیں۔ پیاس سے ہونٹ خشک ہو رہے ہیں۔ مگر پیشانیاں، اپنے آقائے حقیقی کے حکم کی بجا آوری کی توفیق حاصل ہونے پر خوشی و مسرت سے منور ہیں۔ بھوک اور پیاس کی شدت محض اس لئے برداشت کر رہے ہیں کہ تا اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کر سکیں۔

رمضان المبارک کے فضائل

رمضان المبارک کے بے شمار فضائل بیان کئے جا سکتے ہیں۔ اس جگہ اختصاراً صرف چند اہم امور درج

کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۱۔ حصولِ تقویٰ کی توفیق:۔ رمضان المبارک کی ایک فضیلت یہ ہے کہ مخلوقِ خدا کو تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کی توفیق ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

یا ایہا الذین اٰمنوا کتب
علیکم الصیام کما کتب علی الذین
من قبلکم لعلکم تتقون ٥

یعنی اے ایماندارو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے۔ یہ فرضیت اس لئے ہے تا تم تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ کے معنی حذر اور خوف کے ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں تقویٰ سے مراد خدا تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی نافرمانی سے بچنا ہے۔ جب انسان اطاعت و بندگی کا کامل پیکر بنتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر روٹی اور پانی جیسی حلال اور طیب چیزوں سے عارضی طور پر ہاتھ کھینچ لیتا ہے، تو وہ ایسی چیزوں کے پاس جاتے ہوئے یقیناً ڈرتا رہے گا جو غیر طیب اور حرام ہوں اور جن سے اس کی پاک دامنی داغدار ثابت ہو پس روزہ کی بدولت انسان کو تقویٰ کی زندگی بسر کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور یہ رمضان المبارک کی ایک بہت بڑی فضیلت ہے۔

۲۔ تنزیلِ قرآن:۔ رمضان کی ایک اور بڑی فضیلت کا ذکر اللہ تعالیٰ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

شہر رمضان الذی انزل
فیہ القراٰن ھدًی للناس
وبینٰتٍ من الھدٰی والفرقان

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ ہر سال ماہ رمضان میں جبرائیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پورے قرآن کی دہرائی کرواتے۔ رسولِ پاک کی اس سنت پر عمل کرتے ہوئے آج تک اللہ تعالیٰ کے نیک بندے اس پر عمل کرتے چلے آرہے ہیں۔ اور ہر رمضان میں قرآن کریم کے کم از کم ایک دور کی تلاوت کرتے اور سنتے ہیں۔ جماعتِ احمدیہ کے مراکز قادیان اور ربوہ میں تو ان دنوں قرآن کریم کی تلاوت اور اس کے حقائق و معارف سننے اور سنانے کا خاص اہتمام ہوتا ہے۔ چنانچہ پو پھٹتے ہی گھر گھر سے کلام اللہ کے پُرشوکت الفاظ تاریکی کو چیرتے ہوئے بلند ہوتے ہیں۔ اس بابرکت خدائی کلام سے ماحول گونج اٹھتا ہے۔ فضا اللہ کے ذکر سے معطر ہو جاتی ہے اور بندۂ مومن کی روح ایک پُرکیف لذت حاصل کرتے ہوئے وجدان میں آجاتی ہے۔

۳۔ شیطان کی نظر بندی:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے اور آگ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور ایک دروازہ بھی کھلا نہیں رہتا۔ تب جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جنت کا کوئی دروازہ بھی بند نہیں رہتا اور منادی کرنے والا ساری رات یہ منادی کرتا رہتا ہے کہ اے نیکیاں بجالانے والے نیکی میں زیادتی کر! اور اے گناہ کے مرتکب ہونے والے اپنے شر میں

لمی کمر!!

ہر آنکھ ہر سال اس حدیث کی حقانیت کا مشاہدہ کرتی ہے کہ واقعی رمضان المبارک نیکیوں میں بڑھنے اور برائیوں کو چھوڑنے کے بہترین مواقع فراہم کرتا ہے بشرطیکہ انسان ان بابرکت ایام سے فائدہ اٹھانے کی نیک نیتی سے کوشش کرے۔ دیگر ایام میں یقیناً اصلاحِ نفس کے ایسے بہترین مواقع ہرگز نہیں میسر آتے۔ یہ رمضان المبارک ہی کی برکت ہے کہ اس میں روحانی مُردے بھی جِلا پاجاتے ہیں اور عملی لحاظ سے کمزور مسلمان بھی پانچ بار مساجد کا طواف کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

۴۔ روزہ دار کی جزاء:- تمام عبادتوں کا اصل مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے اور نیکیاں ثواب کمانے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"اے مسلمانو! تمہارا رب فرماتا ہے کہ ہر ایک نیکی کا ثواب بڑھ کر دس سے سات سو نیکیوں کے ثواب تک ہوسکتا ہے۔ لیکن سنو! کہ روزہ میرے لئے ہے اور مَیں خود ہی روزے کی جزاء ہوں۔ روزہ، روزہ دار کے لئے ڈھال بن کر جہنم کی آگ سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کے مُنہ کی بدبو مشک سے بھی زیادہ عمدہ ہے اور اگر روزہ داروں میں سے کسی پر کوئی شخص زیادتی کرے تو اُسے چاہیئے کہ وہ جواب میں زیادتی نہ کرے بلکہ صرف اتنا کہہ دے کہ مَیں روزہ دار ہوں"۔

پس اے مسلمانو! جو رمضان المبارک کی بے پناہ برکات سے مستفید ہوتے ہوئے اس بابرکت مہینہ کا صحیح حق ادا کرتے ہو تمہیں خدا کے رسولؐ نے خوشخبری سُنائی ہے کہ ہمارا خدا جو ہماری بہشت ہے، جو تمام صفات کا سرچشمہ ہے، جو ایک لعلِ یگانہ اور انمول موتی ہے اور جس کی تمام کائنات میں اور کوئی نظیر نہیں مل سکتی، ہاں وہی خدا ہمارے روزوں کے عوض ہمارا ہونا چاہیئے۔ پس اے مومنو! اپنے روزوں کو صرف خدا تعالیٰ کے لئے وقف کردو اور اُسی کی گود میں سما جاؤ۔

۵۔ لیلۃ القدر:- رمضان المبارک میں لیلۃ القدر کا ورود اس ماہ کے لئے مزید برکات کا موجب ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ یہ رات ہزار عام مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ اس رات ہر قسم کے فرشتے اور (کامل) روح اپنے رب کے حکم سے تمام دینی و دنیوی امور لے کر اترتے ہیں۔ سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ اور اس رات سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے اور یہ حال صبح کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔

احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ شبِ قدر عام طور پر آخری عشرہ کی طاق راتوں میں متوقع ہوتی ہے یعنی ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷ یا ۲۹ میں سے ایک رات۔ ہلکی سی بارش یا مطلع کا ابر آلود رہنا بھی اس کی ظاہری علامات میں شامل ہے۔ یوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پورے رمضان میں نہایت مستعدی سے عبادات

فرماتے تھے مگر آخری عشرہ میں آپ کی عبادت میں ایک خاص التزام کا رنگ پیدا ہو جاتا تھا۔ آپ بکثرت صدقہ و خیرات فرماتے اور اس صدقہ و خیرات کی کثرت گویا ایک تیز آندھی کی طرح جاری رہتی۔ راتوں کو خود بھی بیدار رہتے اور اہل و عیال کو بھی عبادات کے لئے بیدار کیا کرتے۔ لیلۃ القدر کے لئے حضورؐ نے یہ دعا خصوصی طور پر سکھائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ ایک مسلمان کی انتہائی خوش قسمتی ہے کہ اُسے لیلۃ القدر میں وہ خاص ساعت میسّر آجائے جب دعا کرنے والے کی سب نیک دعائیں قبولیت کا درجہ حاصل کر لیتی ہیں۔

۶۔ اعتکاف:۔ رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنا بھی سنتِ نبویؐ ہے اور اس سے رمضان المبارک کی فضیلت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اعتکاف کی حالت میں اپنے آپ کو عبادتِ الٰہی میں محو رکھنا چاہیئے۔ راتوں کو جاگ کر یادِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ قضائے حاجت کے سوا معتکف کو اعتکاف کی جگہ سے باہر جانا منع ہے۔ اعتکاف کی حالت میں انسان عام حالات سے زیادہ اہتمام سے عبادات بجا لا سکتا ہے۔

۷۔ تراویح:۔ نماز تراویح بھی رمضان کے خصائل میں سے ایک ہے۔ اگرچہ رسولِ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یعنی حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں اس نفل نماز کا رواج عام کیا گیا۔ مگر اس کی افادیت کے پیشِ نظر آج تک مسلمان اس کو نہایت التزام کے ساتھ ادا کرتے ہیں چنانچہ نماز عشاء کے بعد با جماعت نماز تراویح ادا کرنے کی وجہ سے ان لوگوں کو بھی ثواب حاصل کرنے کا موقع مل جاتا ہے جو سحری کے وقت تہجد کی نماز نہیں ادا کر سکتے۔ نیز اس طرح ایک ماہ میں پورے کا پورا قرآن ۔۔۔ ترتیب و ترتیل سے سننے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔

الغرض رمضان المبارک بے حد عظمت اور بے شمار برکات کا حامل مہینہ ہے۔ ایک مہینہ کی مسلسل عبادت و ریاضت سے ایک گناہ گار انسان بھی اپنے گناہوں کے میل دھو کر انتہائی پاکیزگی کا نکھار حاصل کر سکتا ہے۔ اس بابرکت مہینہ میں اصلاحِ نفس کے بے شمار مواقع ہمیں مل سکتے ہیں جس طرح فیکٹریوں میں مسلسل استعمال ہونے والی مشینوں کی ایک مقررہ مدت کے بعد صفائی (overhauling) ضروری ہو جاتی ہے بعینہٖ رمضان المبارک بھی ہمارے لئے ہر سال ایک روحانی overhauling کا سامان مہیا کرتا ہے کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ انسان جو ان مبارک ایام سے حقیقی معنوں میں مستفید ہوتے ہیں۔

عطاء المجیب راشد - ربوہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ سُنت چلی آتی ہے کہ جب وہ دنیا میں کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے تو قرآن مجید میں مذکور وعدہ کے مطابق اس کی کامیابی کو مقدر فرما دیتا ہے۔ انبیاء کی کامیابی کے اسباب میں سے ایک بڑا ذریعہ ان کے معجزات ہوتے ہیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خلعتِ نبوت سے سرفراز فرمایا تو ساتھ ہی وعدہ فرمایا۔

سنریهم آیتنا فی الآفاق
و فی انفسهم حتّٰی یتبین
لهم انه الحق۔

کہ ہم اپنے اس نبی کی خاطر لوگوں کو آسمانوں اور خود ان کے نفسوں میں ایسے ایسے نشانات دکھائیں گے۔ یہانتک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ یہ رسول اپنے تمام دعاوی میں سچا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اس وعدہ کے مطابق بے شمار معجزات اور نشانات ظاہر فرمائے۔

معجزات جمع کا لفظ ہے اور اس کا مفرد معجزہ آتا ہے۔ عربی زبان میں معجزۃٌ ایسی بات کو کہتے ہیں جو دشمن کو عاجز کر دے۔ یہ لفظ مونث ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ایۃٌ معجزۃٌ یعنی ایسا نشان جو دشمن کو بالکل لاجواب کر دے۔ اسلامی اصطلاح میں معجزہ کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے کہ وہ امر جو کسی نبی اللہ سے باذنِ الٰہی صادر ہو اور فریقِ مخالف اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز آ جائے۔

معجزات عام طور پر مخالفین اور منکرین کے مقابل پر دکھائے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کی ہدایت کا باعث ہوں۔ اور وہ خارق عادت افعال جو مومنین کے ازدیادِ ایمان کا موجب بنتے ہیں ان کو آیات کہا جاتا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دو قسم کے معجزات ایک کثیر تعداد میں ظاہر ہوئے۔

معجزہ کی ایک شرط یہ ہے کہ اس میں تحدّی اور چیلنج پایا جائے۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی کسی نبی نے دنیا کے لوگوں کو اُن کے مروّجہ طریق کے مخالف خدائے واحد کی عبادت کرنے کا پیغام دیا تو انہوں نے اس کی مخالفت کی۔ لیکن وہ نبی اپنی صداقت کا صرف اعلان و اقرار ہی نہیں کرتا بلکہ تحدّی سے اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ خالق کائنات کا فرستادہ ہے۔ اس تقابل کی صورت میں جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشان ظاہر ہوتا ہے تو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی خدا رسیدہ بزرگ کوئی ایسا فعل کرے جو بظاہر انسانی

طاقت سے باہر ہو لیکن ہم اسے معجزہ کا نام نہیں دے سکتے بلکہ اس خارق عادت فعل کا نام کرامت ہوگا اس فرق کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس میں چیلنج کا رنگ نہیں ہوتا لیکن دوسری طرف یہ ممکن ہے کہ ایک نبی معجزات کے علاوہ کرامت کے نشان بھی دکھلا سکتا ہے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معجزات بھی دکھلائے اور کرامتیں بھی دکھلائیں۔ فرماتے ہیں:-

کرامت گرچہ بے نام و نشان است　　بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی تاثیرات کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ اسی طرح پر آپ کے معجزات بھی آپ کی جسمانی زندگی تک محدود نہ تھے بلکہ ان کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی دو قسمیں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب کتاب البریہ صفحہ ۱۲۷ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

"ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان اور معجزات دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو آنجناب کے ہاتھ سے یا آپ کے قول یا آپ کے فعل یا آپ کی دعا سے ظہور میں آئے اور ایسے معجزات شمار کی رو سے قریب تین ہزار کے ہیں۔ اور دوسرے وہ معجزات ہیں جو آنجناب کی امت کے ذریعہ سے ہمیشہ ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ اور ایسے نشانوں کی لاکھوں تک نوبت پہنچ گئی ہے اور ایسی کوئی صدی نہیں گذری جس میں ایسے نشان ظہور میں نہ آتے ہوں۔"

(کتاب البریہ صفحہ ۱۲۷ حاشیہ)

ان معجزات کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظاہر ہوئے دو قسموں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:-

۱- علمی اور روحانی معجزات

۲- دنیوی اور مادی معجزات

علمی اور روحانی معجزات سے مراد وہ معجزات ہیں کہ جو علم اور روحانیت سے خاص تعلق رکھتے ہوں اور جن کے ظہور سے عوام الناس کو کوئی مادی فائدہ نہ پہنچا ہو۔ بلکہ علمی اور روحانی فائدہ پہنچا ہو۔

اس قسم کے معجزات بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ اور مادی معجزات کی نسبت ان کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ ان کا حلقۂ اثر اور ان کی مؤثر کرنے کی قوت زیادہ وسیع اور عام ہوتی ہے اور تمام اہل دانش کے عقلوں کو یہ معجزات حقیقی معنوں میں عاجز کر دیتے ہیں۔

(۱)

پہلا معجزہ ـــــ قرآن مجید

وہ پہلا اور عظیم الشان علمی اور روحانی رنگ کا معجزہ جو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا۔ وہ ایک نورانی شریعت کا آپ پر نزول تھا۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے کہ جس کی مثال لانے سے دنیا کے تمام انسان عاجز رہے ہیں اور ہمیشہ عاجز رہیں گے بلکہ اس کی مکمل مثال کا کیا سوال ہے۔ اس کی جزوی مثال یعنی اس کی کسی سورت کے مقابل پر کوئی سورت بلکہ آیت تک بھی پیش نہیں کی جاسکی اور نہ ہی کی جاسکے گی۔

یقیناً تنزیلِ قرآن کا معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ترین اور حیرت انگیز معجزہ ہے۔ قرآنِ مجید وہ بے مثال شریعت ہے کہ جو ہر زمانہ میں قابلِ عمل ہے اور کسی ایک قوم کے لئے مخصوص نہیں بلکہ دنیا کی تمام قوموں اور تمام نسلوں کے لئے مشعلِ ہدایت ہے۔ یہ شریعت چونکہ تمام زمانوں کے لئے ہے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے اِس کتاب کو ہر لحاظ سے جامع اور مکمل تعلیمات سے پُر فرمایا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ بعد میں مختلف قسم کے لوگ آئیں گے مختلف قسم کی عقلوں کے مالک ہوں گے۔ اگر اسکی تعلیمات اِس قابل نہ ہوتیں کہ اُن کے سامنے پیش کی جاسکتیں یا اُن کو حیران کرنے والی تعلیمات نہ ہوتیں تو یہ شریعت ان لوگوں کو عاجز نہ کرسکتی اور نہ اُن کے لئے معجزہ ثابت ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ کو ایسا جامع بنایا ہے کہ آج بھی دنیا کے بڑے بڑے فلاسفر اِس کی جامعیت کے معترف ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بدر ۲۵ رجون ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۵ پر فرماتے ہیں:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اُمّی تھے مگر یہ بھی اُن کا معجزہ ہے کہ جو کلام اُن پر نازل ہوا۔ اُس میں روحانی فلسفہ اِس قدر تھا کہ آج کل کے فلاسفر بھی اسی کے قائل ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ آخری زمانے میں بڑے بڑے فلاسفر پیدا ہوں گے اِس لئے خدا نے سب باتوں کا جواب دیدیا!"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ یہی تھا کہ باوجود اس کے کہ آپ دنیاوی علم نہ رکھتے تھے اور آپ کو واحد اُمّی نبی ہونے کا فخر حاصل ہے۔ آپ نے دنیا کے سامنے جو شریعت پیش کی وہ عدیم المثال، جامع اور مکمل بھی اور تمام لوگوں کے لئے ہر زمانہ میں فائدہ مند بھی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کے سب سے بڑے عاشق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلام فصیح و بلیغ پیش کیا تو وہ جوڑ توڑ کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وحی سے تھا۔ اِس لئے معجزہ تھا کہ درمیان اسباب عادیہ نہ تھے۔ آپ نے کوئی تعلیم نہ پائی تھی۔ اور بدوں کوشش کے وہ کلام آپ نے پیش کیا۔" (الحکم ۱۰ر نومبر ۱۹۰۲ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس معجزہ کے بے مثال ہونے کا تو خود اللہ تعالیٰ معترف ہے۔ فرمایا:-

ان کنتم فی ریب مما نزلنا
علی عبدنا فأتوا بسورۃ من
مثلہ ...... ان کنتم صادقین

غرض یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ایسا ہے کہ اِس کو بجا طور پر آپ کا عظیم ترین معجزہ کہا جا سکتا ہے۔

(۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا علمی اور روحانی معجزہ تسلسلِ وحی کا معجزہ ہے۔ اِس معجزہ کا مطلب یہ ہے کہ دیگر انبیاء کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہوجایا کرتا تھا۔ اور معجزات اور نشانات کا ظہور بھی بند ہوجایا

کرتا تھا یعنی انبیاء گذشتہ کی وفات کے بعد کوئی مزید معجزات نہ دکھلائے جاتے تھے اور نشانات سب ختم ہو جاتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ تھا کہ آپ نے اِس رحمت اور فیض کے دروازہ کو بند نہیں فرمایا بلکہ آپ کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا یہ سلسلہ اُن انبیاء اور اولیاء اللہ کے ذریعہ سے جاری ہوگا کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات سے حصّہ پائیں گے۔ مثال کے طور پر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت سرورِ کونین میں فنا ہو کر آپ کے فیوض سے حصّہ پایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوت کے مقام پر سرفراز فرمایا۔ چنانچہ وہ خود اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:۔

"ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے۔ اور ان کی امت خالی اور تہی دست ہے صرف قصّے اُن لوگوں کے ہاتھ میں رہ گئے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی منقطع نہیں ہوئی۔ اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملینِ امّت جو شرفِ اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں۔ اِسی وجہ سے مذہبِ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور اس کا خدا زندہ خدا ہے۔" (چشمۂ مسیحی ص۱۲)

چنانچہ خاتم النبیین کے بھی یہی معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے معراج اور بلند ترین مرتبہ تک تو پہنچے لیکن آپ نے نبوت کو بند نہیں فرمایا۔ اگر آپ اِس رحمت کو بند کر دیتے تو یہ ایک عام طریق تھا اور یہ کوئی معجزہ نہ ہوتا لیکن آپ نے اِس وحی اور نبوت کے سلسلہ کو اپنی امّت کے لئے جاری رہنے دیا۔ اور یہی آپ کا معجزہ ہے کہ آپ کا فیض محدود اور منقطع نہیں بلکہ جاری، وسیع اور بے انتہا ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا علمی معجزہ آپ کا فصیح و بلیغ اور پُر معارف کلام ہے۔ آپ کا یہ معجزہ دوسرے معجزات سے کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالکل اَن پڑھ اور اُمّی تھے آپ نے کوئی دینی یا دنیوی علم حاصل نہ کیا تھا لیکن آپ نے لوگوں کے سامنے ایسے پر معارف کلمات ارشاد فرمائے کہ بڑے بڑے عالم دنگ رہ جاتے ہیں اور کوئی نہیں جو اِن کو ناقص یا غلط کہہ سکے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ میں جَوَامِعُ الْکَلِم دے کر بھیجا گیا ہوں یعنی میرے کلمات ہیں تو مختصر لیکن اُن میں معارف اور حقائق کا ایک وسیع سمندر بند ہے۔

چنانچہ تاریخ اِس بات پر شاہد ہے کہ آپ کو عجیب رنگ کا حسنِ کلام عطا کیا گیا تھا۔ جب لوگ آپ کی باتیں سنتے تو اُن پر وجد کی ایک عجیب کیفیت طاری ہوتی تھی۔ اور دشمن بھی آپ کے سحرِ خطابت کو تسلیم کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی سلسلہ میں فرمایا ہے:۔

"اگرچہ قرآن شریف اعلیٰ درجہ کا معجزہ

تھا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام
بھی دوسرے انسانوں پر صدہا طرح فوقیت
رکھتا تھا۔ اور ایک قسم کا معجزہ تھا۔"
(ایام الصلح صفحہ ۱۰۲)

نیز آپ نے فرمایا ہے :-
"یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
معجزہ ہے کہ الفاظ کے اندر علمی باتیں
بھری ہوئی ہیں۔" (الحکم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۸ء)

اسی طرح پر حضرت مسیح پاک نے لجۃ النور صفحہ ۳ پر
فرمایا ہے :-
وَ كَانَ مِنْ كَمَالَاتِ رَسُوْلِنَا
صلی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْجِزَةُ
حُسْنِ الْبَيَانِ۔"
کہ آپ کے معجزات میں سے ایک معجزہ
حسن بیان کا معجزہ بھی تھا۔

(۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چوتھا عظیم الشان معجزہ
"عرب کے وحشیوں کی اصلاح" ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب اور باقی
دنیا کی جو حالت تھی وہ سب پر واضح ہے۔ چاروں سو ضلالت و
گمراہی کا دَور دَورہ تھا اور دنیا فسق و فجور میں بُری طرح
پھنسی ہوئی تھی۔ عرب کے رہنے والے بالکل وحشیوں کی سی
زندگی بسر کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد ان
لوگوں کی اصلاح کرنی شروع کی۔ آپ نے ہر ممکن طریق سے
اصلاح کی کوشش فرمائی۔ چنانچہ آپ کی اس جانفشانی کا یہ نتیجہ
نکلا کہ آپ نے تمام عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔ آپ نے
اپنی مختصر سی زندگی میں اس سلسلہ میں وہ عظیم الشان کام کیا کہ عقل
حیران رہ جاتی ہے۔ وہ لوگ جو بالکل درندوں کی مانند تھے
کس طرح آپس میں بھائی بھائی بن گئے اور کس طرح وحشیوں نے
اخلاقِ فاضلہ کو اپنایا۔ عقل حیران رہ جاتی ہے کہ آپ نے یہ
مشکل کام ایک قلیل وقت میں کس طرح سرانجام دیا۔ لیکن حقیقت
یہ ہے کہ یہ سارا کام دراصل آپ کا ہی حصہ تھا کوئی اور ایسا
نہ کر سکتا تھا۔ آپ کے اس فعل کی سب سے بہتر تعریف تو آپ
کا سب سے بڑا عاشق ہی کر سکتا ہے۔ میں اُنہی کے الفاظ نقل
کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا :-
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت ——
"عرب کا ملک اس زمانہ میں ایسی حالت
میں تھا کہ بمشکل کہہ سکتے ہیں کہ وہ انسان تھے"
پھر فرمایا کہ آپ کے آنے کے بعد ——
"ان میں تھوڑے ہی دنوں میں ایسی تبدیلی
پیدا ہو گئی کہ وہ وحشیانہ حالت سے
انسان بنے اور پھر انسان سے مہذب
انسان اور مہذب انسان سے باخدا
انسان اور آخر اللہ تعالیٰ کی محبت میں
..... محو ہو گئے۔" (پیغام صلح صفحہ ۳۵،۳۶)

اگر صحیح طریق پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ معجزہ
ایک بڑا معجزہ ہے اور ایسا کرنا کچھ آسان کام نہ تھا۔ اپنے
لوگوں کی اصلاح ممکن ہو سکتی ہے لیکن دشمنوں کی اصلاح کچھ
آسان نہیں۔ اور وہ بھی اس طرح کہ پہلے اُن سے اُن کا

مذہب پھڑوایا۔ دوسرے تعلقات و رسومات منقطع کروائے اور پھر اُن کی اصلاح فرمائی۔ حقیقت میں یہ ایک بڑا معجزہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے :۔

"مَیں تو اس سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں سمجھتا کہ کیونکر ایک مفلس تنہا بیکس نے ان کے دلوں کو ہر ایک کینہ سے پاک کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔ یہاں تک کہ وہ فخریہ لباس پھینک کر اور ٹاٹ پہن کر خدمت میں حاضر ہو گئے۔"

(پیغام صلح ص۳۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو بے شمار ہیں لیکن یہاں صرف چار بڑے بڑے علمی اور روحانی معجزات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہوئے اب میں مادی اور دنیوی معجزات کو لیتا ہوں۔

دنیوی اور مادی معجزات

(۵)

شق القمر

مادی اور دنیوی معجزات میں سے میرے خیال میں سب سے اہم معجزہ شق القمر کا ہے۔

یہ واقعہ اس طرح ظہور میں آیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے کفارِ مکہ کے کہنے پر اپنی صداقت کے لئے ایک نشان طلب فرمایا۔ چنانچہ آپ کو نشان دیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ اس وقت اس بات پر بحث نہیں کہ واقعی ایسا ہو گیا تھا یا محض آنکھ کے دیکھنے کا قصور تھا۔ بلکہ ہمیں حقیقت سے واسطہ ہے اور حقیقت یہی ہے کہ ایسا ہوا تھا۔ خواہ نظر آیا یا حقیقت میں ہوا۔ بہر حال تمام دیکھنے والوں نے اس معجزہ کو تسلیم کیا اور کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ واقعی یہ بات وقوع پذیر ہوئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"شق القمر کا عالی شان معجزہ جو خدائی ہاتھ کو دکھلا رہا ہے قرآن شریف میں مذکور ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔"

(چشمہ معرفت ص۲۴۱-۲۴۲)

چنانچہ پھر اس واقعہ کے متعلق شک کرنے والے لوگوں کو مخاطب کر کے اس واقعہ کی صداقت کے متعلق فرماتے ہیں :۔

کفار کو چاہیئے تھا کہ "اگر یہ واقعہ صحیح نہ تھا تو اس کا رد کرتے نہ یہ کہ خاموش رہ کر اس واقعہ کی صحت پر مُہر لگا دیتے۔ پس یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا تھا۔ اور اس کے مقابل پر یہ کہنا کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہیں یہ عذرات بالکل فضول ہیں۔ معجزات ہمیشہ خارق عادت ہوا کرتے ہیں ورنہ وہ معجزے کیوں کہلائیں اگر وہ صرف ایک معمولی بات ہو۔"

(چشمہ معرفت ص۲۴۲)

شق القمر کا معجزہ ایک عظیم الشان پیشگوئی کا رنگ بھی لئے ہوئے تھا۔ ملکِ عرب میں چاند کو حکومت کے معنوں میں لیا جاتا تھا اور چاند کے ٹوٹنے میں عرب حکومتوں کے زوال کی طرف واضح اشارہ تھا۔ چنانچہ اِس پیشگوئی کے مطابق بہت جلد عرب پر اسلامی حکومت قائم ہو گئی اور قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتیں اسلامی حکومت سے ٹکرا کر ٹوٹ پھوٹ گئیں اور ایک وسیع اسلامی حکومت کا حصہ بنتے ہوئے دوبارہ باہم یکجا ہو گئیں۔

(۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چھٹا معجزہ دودھ کو بڑھا دینے کے سلسلہ میں ہے۔ روایات میں ہے ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نہایت بھوکے تھے۔ واقعہ لمبا ہے کہ کس طرح انہوں نے یکے بعد دیگرے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوبکرؓ سے آیتِ قرآنی کے معانی پوچھے آخر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی بھوک کا علم ہوا۔

اُسی وقت حضورؐ کے پاس کہیں سے دودھ کا ایک پیالہ بطور تحفہ کے آ گیا حضورؐ نے حضرت ابوہریرہؓ کو دیدیا۔ اور فرمایا پیو۔ پھر فرمایا ٹھہرو۔ مسجد میں اور جو بھوکے آدمی ہیں انہیں بھی بُلا لاؤ۔ حضرت ابوہریرہؓ نے اُنہیں بھی بلا لیا۔ سب آ گئے۔ اتفاق سے حضرت ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کے بائیں طرف تھے حضورؐ نے دائیں طرف والے کو پیالہ دیدیا اور فرمایا پیو۔ اُس آدمی نے پیا۔ اُس کے بعد دوسرے نے بھی پیا۔ تیسرے نے بھی پیا۔ حتیٰ کہ اُس مجلس میں جتنے آدمی تھے سب نے پیا۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ کی باری آئی تو پیالہ اُتنا ہی بھرا ہُوا تھا۔ آپ نے بھی پیا اور اتنا پیا کہ اُن کے بیان کے مطابق دُودھ اُن کے ناخنوں تک آ پہنچا مگر وہ پیالہ ختم نہ کر سکے۔ چنانچہ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دُودھ پی کر ختم فرمایا۔

غرض یہ ایک مادی معجزہ تھا کہ ایک پیالہ سے تمام حاضرین مجلس نے سیر ہو کر دُودھ پیا اور پیالہ پھر بھی بھرا رہا۔

(۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتواں معجزہ یہ تھا کہ آپ کو دشمن قتل نہ کر سکے اور ہر موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا آپؐ سے وعدہ تھا کہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو لوگوں سے بچائے گا۔ اور وہ آپ کو قتل کرنے پر ہرگز قادر نہ ہو سکیں گے۔

اِس کا پہلا ظہور اُس وقت ہوا جب حضورؐ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے لئے مکہ سے روانہ ہوئے حضورؐ کفار کے درمیان سے گزر گئے لیکن وہ نہ دیکھ سکے۔ کفار اِس نیت سے کھڑے تھے کہ وہ حضورؐ کو قتل کریں گے لیکن خدا تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور حضورؐ بچ گئے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدا تعالےٰ نے ..... ان سب اشقیاء کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔" (سرمہ چشم آریہ)

اسی واقعۂ ہجرت میں یہ بات کئی دفعہ پوری ہوئی راستہ میں غارِ ثور میں آپ کو دشمن انتہائی قریب آجانے کے باوجود بھی کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔ چنانچہ حضرت مسیح پاکؑ نے فرمایا ہے :-

"باوجودیکہ مخالفین اس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکے ......
...... مخالف لوگ دھوکہ میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے۔"

پھر غار سے روانگی کے بعد سراقہ بن مالک نے آپؐ کا تعاقب کیا لیکن وہ بھی آپ کو کوئی تکلیف نہ دے سکا بلکہ اُلٹا خود مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جناب ممدوحؐ کی بد دعا سے اُس کے گھوڑے کے چاروں سُم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا۔" (سرمہ چشم آریہ)

اِس سے زیادہ اور کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ دشمن بار بار آپؐ پر مختلف رنگ میں حملہ آور ہوتا ہے لیکن آپؐ ہر دفعہ محفوظ رہتے ہیں۔ اللہ! اللہ! یہ صرف اُس برگزیدہ نبی کا ہی حصہ تھا، صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھواں عظیم الشان معجزہ کسریٰ شاہِ ایران کی ناگہانی موت ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس بادشاہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے لئے آدمی بھیجے۔ وہ آدمی گئے اور بادشاہ کا پیغام دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم کل جواب دیں گے۔ جب اگلا روز ہوا تو آپؐ نے فرمایا۔ "تم واپس چلے جاؤ، آج رات میرے قادر خدا نے تمہارے خدا کو مار دیا ہے۔"

واقعہ یوں ہوا کہ اُسی رات خدا تعالیٰ کے خاص تصرف کے ماتحت اُس بادشاہ کے بیٹے نے اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ یہ واقعہ مومنوں کے لئے بہت ازدیادِ ایمان کا باعث ثابت ہوا۔ جو ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے لئے اُٹھا تھا وہ پاش پاش کر دیا گیا۔ چنانچہ اس کے متعلق "نور القرآن" میں حضرت مسیح پاکؑ نے فرمایا ہے :-

"یہ بڑا معجزہ تھا۔ اس کو دیکھ کر اس ملک کے ہزارہا لوگ ایمان لائے۔ کیونکہ اُسی رات درحقیقت خسرو پرویز یعنی کسریٰ مارا گیا تھا۔" (صلا)

(۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نواں بڑا معجزہ جنگِ بدر کے دن ظاہر ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگریزوں کی ایک مُٹھی اُٹھا کر پھینکی لیکن اس ایک مُٹھی کو ہی خدا تعالیٰ نے اتنی نصرت اور مدد کی کہ اس نے اسلام کے خلاف جمع شدہ دشمنوں کو ہلاک کر دیا۔

یہ کچھ کم معجزہ نہ تھا۔ دیکھنے کو تو وہ صرف ایک مشتِ خاک تھی لیکن اُس نے ایک توپ سے زیادہ کام کیا۔

چنانچہ اِس آیت میں اِسی طرف اشارہ ہے۔ وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ اور حقیقت یہی کہ درپردہ الٰہی طاقت کام کر گئی۔ انسانی طاقت کا یہ کام نہ تھا۔

یہ بھی حقیقت کے لحاظ سے ایک اہم معجزہ تھا۔

(۱۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات تو بے شمار ہیں لیکن دسویں معجزہ کے تحت میں بعض متفرق معجزات ذکر کرنا چاہتا ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ نقل کرتا ہوں:-

"اِس قسم کے اور بھی معجزات ہیں جو صرف خلقی اقتدار کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائے جن کے ساتھ کوئی دعا نہ تھی کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی انگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا۔ کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزار ہا بھوکوں پیاسوں کا ان سے شکم سیر کر دیا اور بعض اوقات تھوڑے سے دودھ کو اپنے لبوں سے برکت دیکر ایک جماعت کا پیٹ اس سے بھر دیا۔ اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے منہ کا لعاب ڈال کر نہایت شیریں کر دیا۔ اور بعض اوقات سخت مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اُن کو اچھا کر دیا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۵-۶۶)

تِلْکَ عَشَرَۃٌ کَامِلَۃٌ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

ایک کامیاب مبلغ کی سرگذشت

(بقیہ صفحہ ۳۲)

یہ بات صرف تقریری مباحثہ میں ہو سکتی ہے۔ تحریری مباحثہ میں آپ مجھے گالیاں دے کر مطمئن ہو جائیں گے حالانکہ گالیاں مباحثہ کا جزو نہیں۔ مولوی صاحب اور بھی زیادہ غصے میں آگئے اور یہ کہہ کر بڑبڑاتے ہوئے اندر تشریف لے گئے کہ میں دجال سے بولنا نہیں چاہتا۔

اصل بات یہ تھی کہ مولوی صاحب کو اپنی علمیت پر بڑا غرور تھا۔ اور ساتھ ہی طبیعت مغلوب الغضب تھی۔ ایک شخص احمدی کیا ہوا گویا مولوی صاحب کے پارہ کا درجہ صدہا درجے چڑھ گیا۔ بہرحال اس سے ان کے شاگردوں پر میرے نقطۂ نگاہ سے بہت اچھا اثر پڑا۔ ان کے اکثر شاگرد نہایت متین، معاملہ فہم اور صحیح معنوں میں علم دوست تھے۔ اِس واقعہ کے بعد وہ بے تکلف میرے پاس آنے جانے لگے۔

(باقی)

ارشاداتِ عالیہ

اس عنوان کے تحت خالد میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے مختلف اصحاب سے مختلف مواقع پر بیان فرمودہ ایسے ارشادات شائع ہوتے ہیں جو عمومی طور پر دیگر احباب کی بھی رہنمائی اور ازدیادِ ایمان کا باعث ہوں۔ ہم محترم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور (پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) کے بہت ممنون ہیں جن کی خصوصی نوازش کے نتیجہ میں خالد کو حضور ایدہ اللہ کے تازہ بتازہ زرّیں ارشادات شائع کرتے رہنے کی سعادت حاصل ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کے ان قیمتی ارشادات سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے اپنے مولا کے حضور عاجزانہ دعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

ایک مخلص دوست نے پیشکش کی کہ وہ اپنی عمر کے دس سال حضور ایدہ اللہ کو دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کو اس قسم کے وقف کی احتیاج نہیں۔"

ایک دوست نے لکھا کہ وہ ذہنی اور مالی پریشانی میں مبتلا ہیں اور خاندان کے قریبی عزیزوں کے سلوک سے تکلیف میں ہیں۔ اب ایک اور جگہ جانے کا خیال کر رہے ہیں۔ حضور مشورہ سے رہنمائی فرما دیں۔ حضور نے فرمایا "اگر کام کا انتظام ہو گیا ہے تو چلے جائیں جگہ بدلنے میں برکت ہوتی ہے۔"

ایک شخص نے درخواست کی کہ فلاں شخص کو حضور حکم دیں کہ وہ ان کی لڑکی کا رشتہ لے لیں حضور کے حکم سے ان کو انکار نہ ہو گا۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ رشتہ زبردستی نہیں کرایا جا سکتا۔ لڑکوں کی مرضی بھی دیکھنی ہوتی ہے۔"

ایک خاتون نے اپنا نام صرف "ایس۔ایچ" لکھا اور

کوئی اور پتہ نہیں لکھا۔ اور خط میں تحریر کیا کہ انہوں نے بچپن سے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے اور ان کو اصرار ہے کہ ان کا رشتہ کسی واقفِ زندگی سے ہی ہو۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ "صرف ایس اے کے نام لکھنے سے کچھ پتہ نہیں چلتا اپنے والد کا نام اور پتہ بھی لکھیں تو کوئی مناسب رشتہ بنایا جاوے۔"

ایک نوجوان احمدی دوست نے لکھا کہ انہوں نے ایم اے کامرس کیا ہے لیکن ملازمت صرف کلرکی کی ملتی ہے جو میری خواہش سے بہت کم معیار کی ہے حضور مشورہ دیں میں کیا کروں۔ حضور نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فضل کرے مگر بیکار رہنے سے بہتر ہے کہ کوئی نہ کوئی کام کریں۔ اور ترقی کی کوشش کریں۔"

ایک شخص نے اپنے لڑکے کے متعلق لکھا کہ اس نے بی اے پاس کر لیا ہے وہ واقفِ زندگی ہے۔ حضور دفتر تحریک جدید کو حکم دیں کہ وہ عزیز کو منتخب کر لیں۔ حضور نے فرمایا "میں کبھی نوکری کے متعلق دفتر کو حکم نہیں دیا کرتا۔ وہ درخواست دیدے۔ اگر قابل ہوا تو وہ رکھ لیں گے۔"

ایک نوجوان حال ہی میں انگلینڈ گئے ہیں۔ انہوں نے حضور سے چند ایک نصیحتوں کے لئے درخواست کی۔ حضور نے فرمایا "اپنا نمونہ غیروں کے سامنے اچھا پیش کریں اور جو وقت بھی فارغ ہو۔ اس میں تبلیغ کریں۔ اللہ تعالیٰ حافظ و ناصر ہو۔"

"یومِ والدین"

کسی جماعت کی ترقی اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتی جب تک وہ ہر لحاظ سے اپنی اندرونی تربیت کا انتظام نہ کر لے۔ بالخصوص جماعت احمدیہ کی موجودہ وسعت کے پیش نظر نئی پود کی تربیت پر اس سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

بچوں کی تربیت اس وقت تک کما حقہٗ نہیں ہو سکتی جب تک والدین اس اہم اور مقدس فریضہ کی طرف پوری توجہ نہ دیں۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لئے مجلس اطفال الاحمدیہ نے اپنے اس سال کے پروگرام میں "یومِ والدین" دو دفعہ منانے کا فیصلہ کیا ہے۔

قائدین اور ناظمین اطفال اس جلسہ "یوم والدین" کو پوری شان سے جلد از جلد منانے کی سعی فرمائیں اطفال کے علاوہ والدین کے نمائندگان کو بھی تقاریر کے لئے ضرور مدعو کیا جائے۔ (شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

خاکسار
محمد اسماعیل منیر
مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب رضی اللہ عنہ

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب آف ہوتی مردان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابی اور ایک ذی علم شخصیت کے مالک تھے عرصہ دراز تک سابق صوبہ سرحد کی جماعتہائے احمدیہ کے پراونشل امیر رہے۔ اور ان کے ذریعہ اس علاقہ میں کثیر التعداد لوگوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ بہت مخلص اور سلسلہ احمدیہ کے فدائی بزرگ تھے تبلیغ احمدیت کا جنون رکھتے تھے اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے "خالد" کو بھی گاہ بگاہ اپنے مضامین اور نظمیں ارسال فرماتے رہتے تھے۔ گزشتہ ماہ ۴ر جنوری ۱۹۶۳ء کو مسجد احمدیہ مردان میں جمعہ کی نماز ادا کرنے تشریف لائے تھے کہ اچانک مولائے حقیقی نے اپنے پاس بلالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون - ذیل میں قاضی صاحب موصوف کی آج سے تقریباً پچاس برس پیشتر کہی ہوئی نظم "درخواستِ دعا" تبرک کے طور پر درج کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

یا مسیح اللہ عدو انا ترا بیمار ہوں
جاں لبوں پر آگئی ہے طالبِ دیدار ہوں

اشتیاقِ دیدِ روئے بدر کمال کچھ نہ پوچھ
جان و دل اس پر فدا کرنے کو میں تیار ہوں

طوطیائے چشم ہو خاکِ درِ احمد مدام
فخر ہے میرا اگر میں خاک روبِ دار ہوں

رُوح کو ہے شوقِ دید اور جسم ہے پابندِ غیر
کیونکر آساں ہو کہ آکر حاضرِ دربار ہوں

دل تو پہلے دے چکا ہوں، جاں فدا کرنے کو ہوں
نعرہ زن تیری محبت کا سرِ بازار ہوں

صبر کی حد ہو چکی ہے اب مجھے جلدی بُلا
تیری دلداری کا اب مشتاق اے دلدار ہوں

تیرگی ہجر سے دل پر اندھیرے چھائے ہیں
اب رُخِ پُرنور کا میں طالبِ انوار ہوں

روتے روتے تیری فرقت میں ہوئی حالت خراب
اب تسلی دو مرے دل کو کہ میں غمخوار ہوں

حضرت احمد کے آگے التجا یوسف کی ہے
سخت محتاجِ دعا ہوں بیکس و لاچار ہوں

مسلسل

ایک کامیاب مبلّغ کی سرگذشت

حضرت مولانا رحمت علی صاحبؓ رئیس التبلیغ انڈونیشیا کے خود نوشت دلچسپ ایمان افروز تبلیغی حالات

(۸)

سولو

سولو سماٹرا میں ایک پُررونق قصبہ ہے۔ اِس میں ایک عربی سکول ہے اور بہت سے علماء بھی رہتے ہیں۔ یہاں احمدیت کی بہت زیادہ مخالفت ہوئی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ جب مَیں پہلی دفعہ اِس قصبہ میں گیا تو انتہائی کوشش کے باوجود وہاں میرے لیکچر کا انتظام نہ ہو سکا۔ چنانچہ مَیں نے بعض لوگوں کو انفرادی طور پر ہی تبلیغ کی۔ یہاں کے لوگ کسی احمدی کو یہاں داخل ہونے دینا گناہ سمجھتے تھے۔

۱۹۳۹ء تک تبلیغ کی وجہ سے سارے ملک کی فضا بحیثیت مجموعی بڑی حد تک بدل چکی تھی اس لئے گو سولو میں احمدیت کی مخالفت موجود تھی لیکن کسی احمدی کا داخلہ وہاں پر اب بہت بڑا جرم خیال نہیں کیا جاتا تھا چنانچہ ۱۹۳۹ء میں "پاڈانگ" اور "بوکت تنگی" وغیرہ میں ہم نے لیکچر دیئے تو "سولو" جانے کا پروگرام بھی بنایا۔ وہاں لیکچر دینے کے لئے ہم نے پیش از وقت اخبارات میں اعلان کئے اور اشتہارات شائع کرائے۔ آخر مقررہ تاریخ پر مَیں اور مولوی ابوبکر صاحب ایوب چند دوستوں کی معیت میں وہاں پہنچ گئے جیسا کہ مَیں نے اِس کتاب کے ابتدائی حصہ میں اپنا طریق کار بیان کیا ہے وہاں پہنچتے ہی سب سے پہلے ہم وہاں کے بڑے لوگوں اور سرکاری عہدہ داروں سے ملے اور انہیں اپنے کام کی غرض و غایت بتائی۔ اتفاق سے وہاں کا نائب تحصیلدار میرا واقف نکل آیا جو دوسری جگہ سے تبدیل ہو کر یہاں آیا تھا۔ یہاں لیکچر کا بندوبست کیا اور خوب دل کھول کر ہم نے تقریریں کیں شہر کے ہر حصہ میں ہم پھرے اجتماعی اور انفرادی دونوں طرح کی تبلیغ کی۔ اکثر لوگوں نے اپنے شکوک و شبہات پیش کئے جوابات سے ان کی تسلی کرائی مخالفت نہ صرف موجود تھی بلکہ بہت شدید تھی لیکن ہم نے بڑی جرأت سے کام لیا اور ذرا نہ جھجکے۔ ہم جدھر سے گذرتے تھے لوگ مجھے دجال۔ جادوگر۔ نئے نبی کو ماننے والا نہ مرنے والا کمبخت کہہ کہہ کر پکارتے تھے۔ خدا کے فضل سے ہمارا یہ تبلیغی دورہ بڑا کامیاب رہا۔ مجھے تو پہلے ہی امی

اصول کا پتہ تھا کہ خطرے کے وقت اگر مبلغ گھبرائے نہیں اور جرأت سے کام لے تو مخالف لوگوں کو اس پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ یہاں یہ حقیقت ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی یہاں تک کہ ہمارے رخصت ہوتے وقت نائب تحصیلدار صاحب نے مجھ سے یہی کہا کہ تمہاری یہاں کامیابی کی وجہ محض تمہاری جرأت اور نڈر ہو کر پھرنا تھا۔

فلمبانگ

جزیرہ سماٹرا میں ایک بہت بڑے شہر کا نام فلمبانگ ہے۔ یہ شہر کبھی علمی دنیا میں بڑی ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ یہاں ایک بہت بڑی یونیورسٹی تھی۔ یہ شہر اب بھی بہت بارونق ہے اور دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہاں مجھے دو مرتبہ تبلیغ کرنے کا اتفاق ہوا۔ ایک دفعہ یہاں کے لوگوں نے خود مجھے جاوا سے بلوایا تھا اور دوسری دفعہ میں ایک مرتبہ قادیان سے آتے وقت یہاں ٹھہرا تھا۔ یہاں محکمہ خفیہ پولیس میں ہمارے ایک مخلص احمدی دوست ہیں۔ یہ واقعہ جو میں بیان کرنے لگا ہوں ان سے متعلق ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ جب میں پہلی مرتبہ یہاں آیا تو میں نے یہاں ٹھہر کر عربی پڑھانے کا ذمہ لیا۔ میں لوگوں کو روزانہ ایک گھنٹہ عربی مفت پڑھاتا۔ چند ہی دن میں لوگ جوق در جوق آنے لگے۔ اس سے احمدیت کیلئے تبلیغ کا راستہ کھل گیا۔ اس احمدی دوست کا بیان ہے کہ یہ اُن دنوں ایک سرکاری کام پر پاڈانگ گیا تو وہاں کے لوگوں نے اس سے کہا کہ فلمبانگ میں رحمت علی گیا ہے اس کے اعتقادات ضرور معلوم کرنا۔ اس دوست نے یہ ذکر حاجی عبداللہ احمد سے کیا تو انہوں نے اسے منع کیا۔ اور کہا رحمت علی جادوگر ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ گے تو وہ اپنے جادو کے اثر سے تمہاری عقل کو سلب کرے گا۔ پھر وہ جو کچھ کہتا جائے گا تم مانتے جاؤ گے۔ اس دوست نے اب یہ طے کر لیا کہ وہ اپنی عقل کو خطرے میں نہیں ڈالیگا اور مجھ سے نہیں ملے گا۔ لیکن جلد ہی اُسے فلمبانگ میں ایسی ڈیوٹی تفویض ہو گئی کہ اسے بہ کار سرکار مجھ سے ملنا ہی پڑا۔ اس نے مجھ پر بے شمار سوالات کئے۔ جب ہر طرح سے تسلی ہو گئی تو وہ احمدی ہو گیا۔

جب احمدیت کے عقائد ان کی سمجھ میں آ گئے تو انہوں نے ایک بڑا انوکھا طریق اختیار کیا۔ وہ احمدیت کے شدید ترین مخالفوں کو اپنے ساتھ میرے پاس لے آتے۔ وہ لوگ سنتے رہتے اور یہ صاحب مجھ سے مباحثہ شروع کر دیتے۔ بحث کرتے کرتے ایک خاص مرحلہ پر آ کر آپ پیچھے ہٹ جاتے اور اپنے دوستوں کو آگے کر کے کہتے کہ اب آپ بحث کریں۔ جب دلائل سے وہ قائل ہو جاتے تو انہیں یہ صاحب مشورہ دیتے کہ اب انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ تم احمدی ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ احمدی ہو جاتے۔ اس طرح انہوں نے کئی مخالفین کو احمدی بنانے میں مدد دی۔

لحت اور لوبک لنگ گو

میں لحت میں دو مرتبہ ٹھہرا ہوں۔ یہاں مولوی محمد ایوب صاحب سماٹری جو قادیان میں کافی عرصہ قیام پذیر رہے کام کرتے ہیں اور خوب محنت اور جانفشانی سے کرتے ہیں۔ یہاں کی جماعت کو حکومت جاپان نے بہت شدید تکلیفیں

دین اور مبلغ کو بے شمار مصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ حکومت جاپان نے بعض دوستوں کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی جس سے وہ چلنے پھرنے سے ہمیشہ کے لئے عاری ہو گئے۔ جب مَیں پہلی مرتبہ یہاں گیا تو میری آمد کی اطلاع وہاں پہلے ہو چکی تھی۔ وہاں عام مسلمانوں کی ایک جمعیت انجمن محمدیہ کے نام سے قائم ہے اس نے میری آمد سے پہلے ہی دیواروں پر اشتہار چسپاں کرا رکھے تھے جن کا مضمون یہ تھا:- "ایک دجال آ رہا ہے۔ خبردار کوئی اس کی بات نہ سنے۔ اس کی شکل دیکھنے والا بھی کافر ہو جائے گا"۔

بہرحال یہاں تقریر کا بندوبست ہوا تو مَیں بڑی محنت سے لیکچر تیار کر کے سٹیج پر آیا۔ تقریر کے دوران میں برسبیل تذکرہ مَیں نے ایک سیاسی اصطلاح استعمال کی جس کا تعلق وہاں کی قومی تحریک سے تھا۔ میرا لیکچر خالص مذہبی تھا۔ اسے سیاست سے بالواسطہ یا بلاواسطہ کوئی تعلق نہ تھا لیکن ایک لفظ کو سُن کر ہی پولیس نے مجھے حکم دے دیا کہ مَیں تقریر بند کر دوں۔ اس پر پولیس سے اچھی خاصی ردّ و کد ہوئی اور مجھے تقریر جاری رکھنے کی اجازت مل گئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس سیاسی اصطلاح کا میری زبان پر آجانا خدا سازیات تھی کہ میری تقریر کے بعد وہاں کی قومی تحریک کے مؤید لوگ میرے پاس آئے اور مجھے دعوت دی کہ مَیں ان کے پاس جا کر ان سے گفتگو کروں۔ چنانچہ مقررہ وقت اور تاریخ پر مَیں ان کے پاس پہنچا اور کئی گھنٹے انہیں تبلیغ کی۔

اس شہر میں مَیں نے انفرادی تبلیغ بھی کی اور لیکچروں کے ذریعے بھی۔ یہاں کے اردگرد کے دیہات جیسے کیونگ جاتی بندر اکونگ اور موا را نیم میں اچھی خاصی جماعتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ لویک لنگ گو میں بھی جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے جہاں پر حاجی محمود احمد صاحب عرق ریزی سے کام کر رہے ہیں۔ یہاں مَیں نے کئی روز انفرادی تبلیغ کی اور ایک ہال میں لیکچر بھی دیئے۔

بٹاوی

جس طرح مَیں نے سماٹرا میں شہر پاڈانگ کو اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا اسی طرح جاوا میں بٹاوی کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا۔ میرے جاوا میں وارد ہونے سے پہلے یہاں کے لوگوں کو بخوبی علم ہو چکا تھا کہ مَیں سماٹرا میں برسوں تبلیغ کر چکا ہوں اس لئے جاوا میں آ کر مجھے ایک طرح سے تیار کیا کرایا میدان مل گیا۔ پھر مجھے جاوا کی زبان بھی آتی تھی اور مَیں اپنا مافی الضمیر ان لوگوں کی زبان میں ادا کر سکتا تھا۔ چنانچہ مَیں بٹاوی میں پہنچا ہی تھا کہ یہاں کی مختلف سوسائٹیوں، انجمنوں اور کلبوں کی طرف سے مجھے لیکچر دینے کے لئے دعوت نامے موصول ہونے لگے۔ میرے دارالتبلیغ میں بھی ہر وقت جمگھٹا رہتا تھا۔ جس سے میری تبلیغی مساعی اور بھی زیادہ آسان ہو گئیں۔

میرے مکان کے قریب ہی ایک عالم رہتے تھے جن کا نام احمد سنوسی تھا۔ ان صاحب کے علمی تبحر کا بہت چرچا تھا اور ان کے شاگرد بہت تھے۔ مجھے اُن سے ملنا تھا مگر کوئی صورت پیدا نہ ہوتی۔ اگر اُن کا ایک شاگرد احمدی ہو گیا اور اس طرح ان استاد شاگرد کے درمیان بحث مباحثہ ہونے لگا۔ ایک دن مجھے معلوم ہوا کہ اس وقت استاد شاگرد میں احمدیت پر

تبادلۂ خیالات ہو رہا ہے۔ چنانچہ مَیں بھی احمد سنوسی صاحب کے مکان پر پہنچ گیا۔ ایک طرف خاموش بیٹھ کر مَیں اُن کی گفتگو سنتا رہا۔ اس وقت مسئلہ زیرِ بحث وفاتِ مسیح تھا۔ مولوی صاحب کی نظر مجھ پر پڑی تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھے پہچان گئے۔ چنانچہ آپ میری طرف اشارہ کر کے کہنے لگے کہ یہ ہے دجّال اکبر؟ پھر فرمانے لگے مَیں براہِ راست تم سے بات کرنی چاہتا ہوں۔ اُس وقت ان کے سب شاگرد موجود تھے اس لئے غالباً اُن کا خیال یہ تھا کہ وہ دلائل میں مجھے شکست دیکر اپنے شاگردوں پر اپنی علمیت کی دھاک بدستور بٹھائے رکھ سکیں گے۔ مَیں نے بلند آواز سے کہا بہت اچھا حضرت مَیں دجال اکبر ہی فرمائیے حضرت عیسیٰؑ کہاں ہیں؟ کہنے لگے آسمان پر۔ مَیں نے کہا بہت خوب۔ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر تشریف فرما اور دجال اکبر زمین پر، اتنی بے جوڑ بات کسی عالم سے تو کیا کسی پھوہڑ آدمی سے بھی سننے میں نہ آئی تھی۔ اسے کہتے ہیں مارول گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ پھر وہ حضرت عیسیٰؑ کی آمدِ ثانی کے متعلق دلائل دینے لگے اور بتایا کہ حضرت عیسیٰؑ آکر سؤروں کو قتل کریں گے۔ مَیں نے کہا وہ سؤروں کو قتل تو کریں گے لیکن قتل کئے ہوئے سؤروں کو وہ کسے تفویض کرتے جائیں گے؟ اس پر آپ بہت غصے میں آگئے اور کہنے لگے کہ حضرت عیسیٰ سؤروں کا گوشت چینیوں اور ولندیزیوں کو دیں گے۔ مَیں نے عرض کیا کہ پھر چینی اور ولندیزی تو حضرت عیسیٰؑ کے بہت ممنون ہوں گے کہ انہیں مفت گھر بیٹھے بکثرت میسر آگیا۔ پھر مَیں نے ازراہِ مذاق پوچھا کہ کیوں صاحب حضرت عیسیٰؑ ہر سؤر کو قتل کرتے جائیں گے یا اُن کے ساتھ ڈاکٹروں کا سٹاف بھی ہوگا کہ وہ ڈاکٹر پہلے ہر سؤر کا معائنہ کریں اور جس سؤر کو پورا تندرست سمجھیں اسے قتل کرنے کا حضرت عیسیٰ کو مشورہ دیں گے۔ یہ ولندیزی لوگ جنہیں آپ سؤر کا گوشت تفویض کرا رہے ہیں بغیر ڈاکٹری معائنہ کرائے کسی جانور کا گوشت نہیں کھاتے کیونکہ انہیں اپنی صحت کا بہت خیال ہوتا ہے۔ اِس پر مولوی صاحب بہت جز بز ہوئے اور حدیث کی کتاب جو اُن کے ہاتھ میں تھی میرے سامنے زمین پر دے ماری۔ مَیں نے وہ کتاب احترام کے ساتھ اٹھالی اور عرض کیا کہ یہ کتاب تو صرف حضور سرورِ کائنات ؐ کے خادموں کے لئے ہے میں اسے قبول کرتا ہوں۔ یہ کس گستاخ نے آپ کے ہاتھ میں دے دی تھی۔ آپ کہاں اور یہ کتاب کہاں حضرت! کسی سے بڑی بھاری غلطی ہوئی۔ اِس پر آپ نے مجھے فرمایا آخر تمہیں یہاں کس نے بلایا ہے؟

اُن کے شاگرد اس وقت تک میری گفتگو سے بے حد متاثر ہو چکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے کہا صاحب آپ شوق سے تشریف رکھئے ہم آپ کی باتیں سنیں گے۔ اِس پر مولوی صاحب بے حد شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے تم مجھ سے تحریری مباحثہ کرو تقریری مباحثہ کی دلیل نہیں۔ مَیں نے پھر عرض کیا کہ مَیں تحریری مباحثہ کیلئے بھی تیار ہوں لیکن آپ نے آخر تقریر میں ابھی تک کونسی دلیل دی ہے جو تحریر میں آپ مجھے شکست دے سکیں گے۔ آپ کو کوئی دلیل نہیں سوجھتی تو مَیں حاضر ہوں مَیں دلیلیں بتاؤں گا۔ اپنے خلاف بھی اور اپنے حق میں بھی لیکن

مستقل فیچر

بیادگار حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ

قبولِ احمدیت کی دلچسپ داستان

(مکرم سردار احمد صاحب خادم۔ ربوہ)

میری عمر ۱۴ سال کے لگ بھگ تھی۔ ہمارا خاندان شیعہ خیال کا تھا۔ ہمارے ہاں جو شیعہ ذاکر آیا کرتے تھے وہ میرے ساتھ خاص محبت کا سلوک کرتے کیونکہ مجھے شیعہ مذہب کی تبلیغ کے لئے پُرجوش ذاکر بننے کی بڑی خواہش تھی۔ سنہ ۱۹۲۴ء میں ایک ذاکر قربان علی نام آئے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں محبت بھرے الفاظ میں بعض دعائیہ کلمات حضرت امام مہدی کی آمد کے متعلق بھی پڑھے۔ ان کے دعائیہ الفاظ میرے دل کی گہرائیوں میں اُتر گئے اور بالآخر حضرت امام المہدی علیہ السلام کی شناخت کا باعث بنے! وہ دعائیہ الفاظ یہ تھے :۔

"اے خدا اے علیم و خبیر قادر و قیوم ہم پنجتن پاک کی محبت کے دعویدار ہیں۔ صرف زبانی طور پر رونا یا ماتم کرنا تو ان کی محبت کے اظہار کے لئے ہی ہے۔ کاش ہم اس زمانے میں ہوتے اور انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور عملی طور پر خدمت بجالاتے۔ اے خدا ہم نے کسی نبی کا زمانہ پایا نہ کسی امام کا۔ کاش ہم محمد مصطفیٰؐ کے زمانہ میں ہوتے۔ یا ابراہیمؑ، آدمؑ، نوحؑ کے زمانے میں ہوتے ـــــ ہم ان پاک وجودوں کو دیکھ کر تیرے جلال کی تجلیاں اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور عمل سے ثابت کر دیتے کہ ہم تیرے پاک بندوں کے ساتھ محبت کرنیوالے ہیں۔ اے خدا ہم کہاں جائیں، ہم کیا کریں۔ اے خدا تیرا وعدہ ہے کہ چودھویں صدی میں امام مہدیؑ کا ظہور ہوگا۔ کاش وہ ہماری زندگی میں آئے اور ہم اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور اُس کے ساتھ وہ محبت کریں جو اس کی شایانِ شان ہو"

ان کا یہ دعا کرنا تھا کہ میرے دل کی گہرائیوں سے محبت کے چشمے اُبل پڑے۔ وہ تو یہ کہہ کر چلے گئے۔ اور میرے دل میں یہ جوش بھر گیا اور میں سونے کے وقت بھی یہی دعا کرتا اور جب آنکھ کھلتی تب بھی یہی دعا لب سے نکلتی۔ اس کے ساتھ ساتھ میں امام مہدی کے متعلق معلومات حاصل کرتا رہا۔ اسی طرح آٹھ ماہ کا عرصہ گزر گیا مگر کہیں سے اطمینان

قلب نصیب نہ ہوا۔ لیکن میری ہمیشہ یہی دعا رہی کہ اے خدا اگر تُو نے اپنا بندہ بھیجنا ہے تو ضرور میری زندگی میں بھیجیو ـــــ کوئی میری نظر آسمان کی طرف لگا دیتا تو کوئی کسی غار کی طرف۔ مگر کوئی میری تسلّی نہ کرا سکا۔

اسی اثناء میں مَیں نے ایک خواب دیکھا کہ مَیں ایک دریا میں اس طرح بہتا ہوا جا رہا ہوں جسے پنجابی میں "مُردہ تاری" کہتے ہیں (اس طرح تیرنا جیسے کوئی لاش سطح آب پر جا رہی ہو) اس دریا میں میرے کہیں پَیر نہیں لگتے۔ بہت بے چین ہوں۔ اتنے میں میرے پاؤں مشرقی کنارے پر لگے۔ مَیں نے مشرقی کنارے پر اُتر کر سفر کرنا شروع کر دیا۔ ایک پختہ مکان ہے جس کے برآمدے میں ایک شخص دیکھا مَیں ان کے پاس گیا۔ جب مَیں ان کے قریب پہنچا تو وہ پکار پکار کر انگشتِ شہادت اٹھائے ہوئے کہہ رہے تھے "یہ سچا نبی خدا کا ہے۔ یہ سچا امام خدا کا ہے" وہ بار بار یہ فقرہ دہراتے مَیں نے اس شخص سے پوچھا کہ مجھے بتاؤ جس کی شہادت دے رہے ہو وہ کہاں ہے؟ وہ کہنے لگے دو دروازے چھوڑ کر تیسرے میں داخل ہو جاؤ۔ جب مَیں تیسرے دروازے میں داخل ہوا تو فرش پر کھیس بچھی ہوئی تھی۔ ایک نورانی چہرے والے بزرگ اس پر تشریف فرما تھے مَیں نے ان سے مصافحہ کیا تو میری آنکھ کھل گئی ـــــ اسی عرصہ میں مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم (سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیہاتی مبلغ) پرانے تعلقات کی وجہ سے ہمارے گاؤں میں تشریف لائے۔ اور رات کو مسجد میں نماز پڑھنے پران کو پیٹا گیا۔ اور لوگ سخت کلامی سے پیش آئے اور بیان یہ کیا گیا۔ یہ مرزا صاحب قادیانی (علیہ السلام) کو امام مہدی اور نبی کہتے ہیں۔ مَیں

مولوی صاحب سے ملا اور ان کو کہا کہ تم نے یہ کیا ظلم کر رکھا ہے کہ مرزا صاحب کو امام مہدی کہتے ہو۔ مولوی صاحب نے بڑی نرمی اور محبت سے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ آپکا امام مہدی کے متعلق کیا خیال ہے۔ مَیں نے اپنے وہ جذبات جو صدائے عشق کی طرح میرے دل میں تھے وہ بیان کرنے شروع کئے اور اپنی وہ خواب بھی سنائی۔ مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ مشرقی کنارے سے مراد قادیان ہے اور مکان سے مراد سلسلہ احمدیہ ہے جسے چاروں طرف سے لوگ آ رہے ہیں اور تیسرے دروازے سے مراد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہیں۔ اب آپ کے لئے موقعہ ہے کہ آپ اس سے داخل ہو کر فیضیاب ہو سکتے ہیں۔ مَیں آپکی اس تعبیر سے بہت متاثر ہوا اور مولوی صاحب سے یہ سوال کیا کہ آخر مرزا صاحب کی صداقت کا کوئی نشان بھی بتائیں۔ مولوی صاحب مرحوم نے مجھے ایک کتاب دی جس کا نام کشتی نوح ہے۔ جب مَیں نے گھر جا کر پڑھنا شروع کیا تو پہلا مضمون جو طاعون کا ٹیکہ کے نام سے ہے اسنے میرے دماغ میں ایک انقلاب برپا کر دیا کہ ایک شخص جو علماء کے بقول جھوٹا ہے خدا اور رسول سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ دعویٰ نبی کریم ؐ کے بعد نبوت کا کرتا ہے اور کہتا یہ ہے کہ میرے گھر کی چار دیواری کے اندر کوئی بھی طاعون سے نہیں مرے گا اور اب دو باتوں میں سے ایک ضرور سچی ہونی چاہیئے۔ یا تو اُسے اہل و عیال سمیت طاعون سے تباہ ہو کر اپنے جھوٹ پر مہر کر گیا ہو گا یا وہ بالکل صادق ہو گا۔ جب مَیں نے تحقیقات کی تو حقیقت کھل گئی۔

میں نے ارادہ کیا کہ میں خود قادیان جا کر دیکھوں ۱۹۴۵ء کے آخر میں قادیان گیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور اسی وقت بیعت کر کے واپس آیا۔ ان دنوں میں ایک نوجوان مولوی احمد حسین نامی نیا نیا دیوبند پاس کر کے آیا ہوا تھا اور وہ ہمارے گاؤں میں خطیب تھا۔ اس نے میری بہت مخالفت کی اور ایک دن کا واقعہ ہے کہ دو نوجوان ایک محمد اشرف ولد حسن محمد نمبردار سدروں کے اور دوسرا غلام قادر نامی دونوں ہمارے گاؤں میں جمعہ پڑھنے آتے تھے انہوں نے مولوی احمد حسین سے یہ سوال کیا کہ اگر مرزا صاحب سچے نکلے تو آپ لوگوں کا یا ہمارا کیا حال ہوگا؟ تو مولوی صاحب نے حاضر مجلس میں قرآن کریم اٹھا کر ان کو تسلی دی کہ اگر مسیح موعودؑ دنیا میں ظہور پذیر ہوتا تو ہم سب سے پہلے ایمان لاتے ——— میں مسجد میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا صاحب بالکل جھوٹے ہیں۔ ان لوگوں نے مجھے مجبور کیا کہ تم قسم کو نہیں مانتے۔ میں نے کہا کہ اگر مولوی صاحب ایک سال تک زندہ رہے تو میں ان کی قسم مان لوں گا۔ اور یہ دونوں نوجوان اس بات پر شاہد تھے جن میں سے ایک ابھی تک زندہ ہے۔

اسی سال مولوی احمد حسین جو کہ موضع تقا ضلع گجرات کا رہنے والا تھا اور جو حال ضلع گجرات میں خطیب تھا تپ دق کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر اس دنیائے فانی سے رخصت ہو کر احمدیت کی صداقت پر مہر کر گیا میں نے یہ واقعہ افادۂ احباب کے لئے اور خصوصاً اپنے علاقے کے ان لوگوں کے لئے جو کہ اس واقعہ کو آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں لکھ دیا ہے اور میں بقائمی ہوش و حواس قسم کھا کر بھی کہہ سکتا ہوں تا حق کے طالبوں کے لئے صداقت کا ایک نشان ہو اور اس مامور من اللہ کی بے بنیاد مخالفت میں پھنس کر آخرت برباد نہ ہو۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرمائے اور حضرت امام زمان کے قدموں میں آ کر آسمانی برکات سے فیضیاب ہوں۔ اللّٰھم آمین۔

اداریہ۔ (بقیہ صٹ)

ہر کسی کے نصیب نہیں ہوتا۔ ذرا یورپ کے برفستانوں اور افریقہ کے جنگلوں اور تپتے ہوئے صحراؤں میں جا کر دیکھئے کہ سیدنا محمود کے لاکھوں شیدائی کس عقیدت و احترام سے آپ کا نام لیتے ہیں۔ کس طرح آپ سے برکت حاصل کرنے کے لئے دنیا کی بیسیوں قومیں دھڑا دھڑ اپنے نمائندے آپ کے پاس ربوہ میں بھجوا دیتی ہیں۔ یہ حقیقی عزت و احترام والی شہرت خدائے ذوالجلال والاکرام کے خاص فضل اور تائید کے سوا کیسے ہو سکتی ہے؟

الغرض یہ تمام حقائق دلیل ہیں اس بات کی کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کمال شان سے پوری ہوئی اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کے اصل اور حقیقی مصداق ہیں۔

حضرت مسیح پاکؑ نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جو باتیں پیش از وقت نامساعد حالات میں بیان فرمائی تھیں آج ان کو بعینہٖ پورا ہوتے ہوئے دیکھنا کس قدر ایمان افروز ہے!!!

مبشر خورشید راولپنڈی

ربوہ کی زمیں

آباد ہمیشہ رہے شاداب سدا ہو
ربوہ کی زمیں تجھ پہ سدا فضلِ خدا ہو

پھولوں کی مہک سے تیری بھرپور فضائیں   اللہ کی رحمت لئے پُرنور فضائیں
کرتی ہیں تیری قلب کو مسحور فضائیں   اور اپنے نصیبوں پہ ہیں مسرور فضائیں
ہر آن میسّر تجھے اللہ کی رضا ہو
ربوہ کی زمیں تجھ پہ سدا فضلِ خدا ہو

تو آن ہماری ہے تیرے دم سے ہی عزّت   تو جان ہماری ہے ہمیں تجھ سے محبت
ملتی ہے تیرے قرب سے ایمان کی دولت   روحوں کو سکون اور دل و جاں کو فرحت
چاہے نہ کوئی تجھ سے کہ مر کے بھی جُدا ہو
ربوہ کی زمیں تجھ پہ سدا فضلِ خدا ہو

آغوش میں آباد تیری فضلِ عمر ہے   ظلمت کی گھٹاؤں میں جو پیغامِ سحر ہے
اسلام کے آکاش پہ مانندِ قمر ہے   اور مہدیٔ موعود کا جو لختِ جگر ہے
یارب ہے دعا عمرِ خضر اس کو عطا ہو
ربوہ کی زمیں تجھ پہ سدا فضلِ خدا ہو

ذرّے بھی ترے چاند ستاروں سے حسیں ہیں   گُل تیرے چمن کے سے کہیں اور نہیں ہیں
کتنے ہیں وہ خوش بخت جو ربوہ کے مکیں ہیں   اب دینِ محمدؐ کے یہی لوگ امیں ہیں
ہمّت دے خدایا کہ اداحقِ وفا ہو
ربوہ کی زمیں تجھ پہ سدا فضلِ خدا ہو

شاداب ہمیشہ رہو رحماں کے سہارے   ناکام ارادوں میں ہوں حسّاد تمہارے
ہر دور میں بستے رہیں اللہ کے پیارے   بہتے رہیں تا حشر یہاں نور کے دھارے
خورشید کی مقبول خدایا یہ دعا ہو
ربوہ کی زمیں تجھ پہ سدا فضلِ خدا ہو

جمشید ہاشمی بی۔ اے

اقتباس و التباس

۱۔ شبیہِ مسیح ناصری

"حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے متعلق یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے کبھی ایک حرف بھی لکھا ہو۔ صرف ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے اپنی انگلی سے ریت پر کچھ تحریر کیا لیکن کیا لکھا؟ آج تک معلوم نہیں ہوسکا۔ انہوں نے اپنی تعلیم کے لئے صرف اپنے حواریوں اور مریدوں کے حافظہ پر انحصار رکھا تھا۔ پرانی سے پرانی انجیل کا نسخہ آپ کی زندگی کے تین سو سال بعد کا ملتا ہے اور اس میں بھی تحریف و تبدل کے جھگڑے طے ہونے نہیں پائے۔ اسی طرح آپ کے حلیہ کا بھی کوئی قطعی ثبوت نہیں ملتا۔ ان کی زندگی میں کسی مصور نے بھی ان کی تصویر نہیں بنائی۔ نہ کسی سنگتراش نے بُت بنایا۔ البتہ روم کے سینٹ پیٹر کے گرجے میں ایک رومال پر آپ کی شبیہ کا ہلکا سا نقش ملتا ہے جس کے متعلق روایت ہے کہ جب سینٹ پیٹر (پطرس) روم آئے تو لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے مسیح کی شکل کیسی تھی؟ آپ نے ایک رومال پر ایک خاکہ بنا کر پیش کر دیا کہ تقریباً تقریباً ایسا تھا۔

حیرت کی بات ہے کہ مندرجہ بالا دونوں امور یعنی آپ کے کہے ہوئے الفاظ اور آپ کی تصاویر اور بُت سینکڑوں زبانوں میں اور لاکھوں تصاویر دنیا میں پھیلائی جا رہی ہیں! اور کوئی بھلا مانس نہیں پوچھتا کہ ان منسوب کردہ چیزوں کا ثبوت کیا ہے کہ آیا یہ واقعی انہی کی ہیں؟ کہ محض تصور و واہمہ کا کرشمہ؟ اور لطف یہ ہے کہ ہر مسیح کی تصویر میں چہرے پر افسردگی نظر آئے گی۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسیح ناصری مسکراہٹ سے ناآشنا تھے؟"

(ریڈرز ڈائجسٹ اکتوبر ۶۲ء)

دراصل حضرت مسیح ناصریؑ کے قلمبند کئے ہوئے سوانح حیات ہی پُر اسرار اور ناقابلِ اعتماد ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ایک برگزیدہ نبی تھے لیکن بعد میں ان کے اقوال و افعال میں بے طرح تحریف و تنسیخ ہوئی۔ پادریوں اور مشنریوں نے اپنے اپنے مفاد کی خاطر ان کی طرف عجیب و غریب قصّے کہانیاں منسوب کر دیں۔

۲۔ شاگرد کی ذہانت

"مرزا رجب علی بیگ سرور اصل کے لحاظ سے اکبر آبادی تھے لیکن لکھنؤ میں آباد ہو گئے تھے۔ مرزا رجب علی بیگ سرور کے تذکرے میں ایک دلچسپ واقعہ یاد آ گیا۔ حکیم نورالدین قادیانی (حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ) مدت تک تعلیم کے سلسلے میں لکھنؤ اور کانپور رہے تھے۔ اتفاقاً اس زمانے میں مرزا رجب علی بیگ سرور سے ان کی ملاقات ہو گئی۔ سرور کے "فسانۂ عجائب" کو ان دنوں بڑی شہرت حاصل تھی۔ حکیم صاحب نے سوچا کہ لاؤ ان سے تبرکاً "فسانۂ

عجائب" ہی پڑھ لیں۔ پہلے ہی دن جب پڑھتے پڑھتے اِس مقام پر پہنچے :-

" مولوی مبین .... مولوی ظہور اللہ ۔
سبحان اللہ ایسے فقیہ محقق کہاں ہوتے ہیں ؟
یہی لوگ نادرِ زماں ہوتے ہیں۔ اُدھر....
سید محمد مجتہد مسند"

تو حکیم صاحبؓ نے پوچھا مرزا صاحب آپ سُنی کب سے ہیں؟ آپ نے شیعی علماء کا ذکر کرتے ہوئے "اُدھر" کہا ہے ۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کو ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا کہنے لگے۔ بھائی مَیں ہوں تو سُنی لیکن زمانے کا رنگ دیکھ کے مجھے مجبوراً اپنا مذہب چھپانا پڑا ۔ یہ ظاہر ہے کہ جب انسان لوگوں کو خوش کرنے کے لئے اپنے مذہبی خیالات چھپا سکتا ہے تو ادب اور زبان کے بارے میں بھی وہ یہ انداز اختیار کر سکتا ہے " (چراغ حسن حسرت - ادب لطیف ۱۹۴۲ء)

دیکھنا یہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے "فسانۂ عجائب" کو اس کے خود مصنف سے کیوں پڑھنا چاہا؟ آپ نے حصولِ تعلیم کے لئے جو طویل سفر اختیار کئے ان میں یہ واقعہ بڑا اہم ہے ؛

۳۔ کیا امریکہ "نئی دنیا" ہے ؟

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے چونکہ براعظم امریکہ پندرھویں صدی عیسوی میں دریافت کیا گیا تھا اسلئے شاید اس سے قبل یہاں کوئی انسان نہیں بستا تھا۔ لہذا یہاں کسی قسم کی تہذیب و تمدن کے نشان ملنے محال ہیں لیکن پچھلے چالیس سال کے اندر ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے جو قدیم آبادیاں اور قبریں کھود نکالی ہیں اُن کی داستان بڑی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ ان مٹی کے ڈھیروں میں سے جہاں قدیم زراعتی اوزار، شکار کے لئے پتھروں کے ہتھیار برآمد کئے ہیں وہاں کھلونے اور کھانے کے ظروف اور آرائش و زیبائش کا سامان بھی ڈھونڈ نکالا ہے۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اس سرزمین پر چھ ہزار سے لے کر دس ہزار سال قبل مسیح بھی انسان بستے تھے ۔ اور عین اُس دَور میں جبکہ وسطِ ایشیا میں دجلہ و فرات کی وادیوں میں ایک مہذب قوم آباد تھی اور ادھر مصر میں دریائے نیل کے کناروں پر فراعنۂ مصر کے خاندان حکومت کرتے تھے امریکہ میں بھی میکسیکو کے علاقے میں ایک تہذیب پھول پھل رہی تھی۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان قدیم اور بوسیدہ ہڈیوں اور ڈھانچوں سے سائنس کس طرح معلوم کر لیتی ہے کہ یہ انسانی ہڈی اتنے سال پُرانی ہے ۔ سو مندرجہ ذیل اقتباس سے شاید کچھ وضاحت ہو جائے :-

" ایٹمی کیلنڈر کا انکشاف اس حقیقت پر مبنی ہے کہ کاربن ۱۴ ہر جاندار شے سے ایک خاص شرح رفتار سے الگ ہوتی ہے جس طرح ایک پانی کی کیتلی میں پانی اُبل اُبل کر بھاپ بن کر اُڑ جاتا ہے اسی طرح کاربن ۱۴ ہر جاندار شے سے آہستہ آہستہ خارج ہوتی رہتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کاربن ۱۴ کے خارج ہونے کی رفتار ایک مقررہ وقت کے اندر ہوتی ہے۔ پس مخصوص آلاتِ سائنس کے ذریعہ یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ ایک پاؤنڈ کاربن ۱۴

۵۶۸۰ سال میں آدھی رہ جاتی ہے۔ پھر اسکی نصف پاؤنڈ زندگی کا نصف (یعنی ¼ پاؤنڈ) ۵۶۸۰ سال میں ختم ہو جائے گا علیٰ ہذا القیاس اس چیز کا نصف وزن ہر نصف زندگی کے عرصۂ حیات کے مطابق گھٹتا جائیگا لیس کاربن ۱۴ عرصۂ حیات ماپنے کے لئے حیرت انگیز پیمانہ ثابت ہوئی ہے۔ تجربہ گاہوں میں کسی قدیم لکڑی کے ٹکڑے، کسی جانور کے دانت یا کسی جلی ہوئی ہڈی میں موجود کاربن ۱۴ سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ وہ کب پیدا ہوئی۔ اور وہ چیز کب زندہ تھی اور کس لمحہ مُردہ ہوئی۔ کاربن ۱۴ کے ذریعہ اب فراعنۂ مصر کی ممیوں سے ان کی صحیح عمریں اور زمانۂ حیات ثابت ہو چکا ہے۔ یہ حسابی کیمیائی اور طبیعی حقیقت ہے محض ڈھکوسلے نہیں۔ کم از کم ۳۵۰۰۰ سال قبل تک نہایت صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے۔" (ڈاکٹر لبی۔ ڈگننگ آف امریکہ میں)

یہ سوال رہ جاتا ہے کہ براعظم امریکہ جس کے دونوں طرف بحرالکاہل اور بحر اوقیانوس کے وسیع و عریض پانی ٹھاٹھیں مار رہے ہیں ابتدائی انسانوں کا کس طرح مسکن بنا؟ کیا وہاں کوئی نیا آدم پیدا ہوا یا قدیم انسانوں کے پَر تھے یا وہ مچھلیاں تھیں؟ بہرحال اس کے متعلق بھی سائنسدانوں میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ سب سے پہلا انسان سرزمین امریکہ میں کس طرح داخل ہوا دو تین نظریات یہ ہیں۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے :۔

(۱) لارڈ کنگس بارو کا خیال ہے کہ میکسیکو کے رہنے والے بنی اسرائیل کے "دس گم شدہ قبیلوں" کی اولادیں ہیں جو مصر سے اپنی کمزور و ناتواں کشتیوں کے ذریعہ یہاں پہنچ گئے۔

(۲) ایسے کتبے بھی ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سکنڈے نیویا کے لوگ شمالی برف پر سے گزرتے ہوئے شمال کی طرف سے امریکہ میں داخل ہوئے۔ اس خیال کا حامی ڈاکٹر ایچ ای فورسٹ ہے جو کہتا ہے کہ شمالی اوقیانوس اور سکنڈے نیویا کے درمیان ایک برفیدہ پُل تھا۔

(۳) افلاطون کا نظریہ یہ ہے کہ جبل الطارق کے پرے ایک اور براعظم "اٹلانٹس" موجود تھا۔ جواب سمندر کی گہرائیوں میں غرق ہو گیا ہے۔ اس میں ایک پندرہ میل قطر کا شہر "بسیلیا" آباد تھا۔ جس پر دس بادشاہ حکومت کرتے تھے۔ افلاطون کی یہ دیو مالا جیسی کہانی لے کر بڑے بڑے مصنفوں نے ۱۹۰۰ء تک اس معدوم براعظم پر ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور امریکہ اور افریقہ کے قلابے ملا دیئے ہیں۔

(۴) لیوس سپنز نے بحرالکاہل میں ایک غرق شدہ براعظم کا پتہ دیا ہے۔ اس کی کتاب "گم شدہ براعظم مو" مغالطہ و جھوٹ کا شاہکار ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ براعظم مثلث کی شکل میں تھا جس کا ایک کونہ جزائر ہوائی تھا اور دوسرا جزیرہ ایسٹر تھا۔ اور سارا براعظم گیسوں کے سہارے تیر رہا تھا۔ جب گیس پانی بن گئی تو یہ غرق ہو کر تہ میں بیٹھ گیا اور اس پر موجودہ انسان اور جانور امریکہ پہنچ گئے۔

(۵) سب سے قرین قیاس یہ نظریہ ہے کہ سائبیریا اور الاسکا کے درمیان ایک چھوٹی سی آبنائے ہے جو آجکل بھی سردیوں میں برف بن جاتی ہے۔ اس پر سے آسانی سے آمد و رفت ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ چینی، منگول اور اسکیمو لوگوں کے قبائل اپنے جانوروں کو ہنکاتے

ہوئے اور شکار کھیلتے ہوئے پرانے زمانے میں بھی ایشیا سے امریکہ پہنچ جاتے ہوں اور کئی ان میں سے موسمی تلخیوں کو نابرداشت کرتے ہوئے یا نئی چراگاہوں کی تلاش میں دُور دراز علاقوں میں بس گئے ہوں۔ اور اب تو ان برفانی علاقوں میں برف اور کیچڑ کی تہوں سے انسانی ڈھانچے اور جانوروں کی ہڈیاں دستیاب ہو رہی ہیں جو کسی زمانے میں دورانِ سفر کسی طوفان کی نذر ہو گئے۔

۴۔ شہد کی تاثیر

"غالباً آپ نہیں بتا سکتے کہ دنیا میں پائی جانے والی کوئی غذا ایک ہزار سال تک اس طرح رکھی جا سکتی ہے کہ وہ خراب نہ ہو اور اتنا لمبا عرصہ گزر جانے پر بھی نہ سڑے شہد ہی ایک ایسی غذا ہے۔ گزشتہ دنوں ایک مشہور سائنس دان جو مصری فرعون توت انخ آمون کے ہرم میں گیا تھا۔ وہاں اُسے ایک برتن میں شہد ملا جو تین ہزار تین سو سال سے جوں کا توں رکھا ہوا تھا۔ دراصل شہد میں جراثیم اور مختلف قسم کی بیماریاں پھیلانے والے کیڑوں کو مارنے اور پھپھوندی کا خاتمہ کر دینے کی زبردست صلاحیت موجود ہے۔ اسی بنا پر شہد کے ذریعہ ان زخموں کا علاج کیا جاتا ہے جو کسی اور علاج سے اچھے نہیں ہوتے۔ ایک ہسپتال میں شہد سے تپ دق کا علاج کیا گیا۔ مہینے بھر تک ہر مریض کو روزانہ ایک سو سے ڈیڑھ سو گرام تک شہد دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مریضوں کا وزن بتدریج بڑھنے لگا۔ کھانسی کم ہو گئی اور دورانِ خون میں صحت کے آثار پیدا ہو گئے۔ شہد خون صاف کرتا ہے۔ اس کے رنگین اجزاء کو حیرت انگیز طور پر بڑھاتا ہے۔ معدے کے زخموں کا علاج بھی شہد کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ شہد پیٹ کے اندر کی تیزابیت کو گھٹا دیتا ہے اور جسم کو غذائیت دے کر قوت بہم پہنچاتا ہے۔ پیٹ کی درد، متلی، جلن ختم کرتا ہے۔ شہد میں گلوکوز، انزائم، معدنیات کے علاوہ اور کئی قسم کے مقوی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شہد بدن کی نشوونما اور اس کی تقویت کے لئے ایک خاص چیز ہے۔ جب آپ شہد کھاتے ہیں تو گویا ساٹھ مختلف قسم کے دوائی اجزاء استعمال کرتے ہیں۔ شہد اپنی تاثیر کے اعتبار سے گرم خشک ہے۔ یہ زکام، کھانسی اور تپ دق میں بہت مفید ہے۔ بلغم اور کمزوری کو دُور کرتا ہے۔ آنتوں اور معدے کے زخموں میں مفید ہے۔ دودھ میں کھانڈ کی جگہ اس کا استعمال ایک حیات بخش غذا کی حیثیت رکھتا ہے۔ علی الصبح ایک گلاس پانی میں شہد ملا کر پینے سے جسم کی بڑھی ہوئی چربی گھل جاتی ہے اور موٹاپا دُور ہو جاتا ہے۔ آنکھوں میں شہد لگانے سے گرد و غبار صاف ہو کر آنکھیں روشن اور شفاف ہو جاتی ہیں۔" (سالنامہ بیسویں صدی)

خود خدا تعالیٰ نے بھی شہد کی اس طرح سفارش کی ہے کہ:-

"فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ"

(قرآن مجید)

لطف الرحمن محمود

ہماری آنکھ!

(ایک معلوماتی جائزہ)

آنکھ قدرت کا عظیم عطیہ ہے۔ اسے علم کا اہم ترین دروازہ گردانا جاتا ہے۔ انتہائی نازک اور قیمتی چیز ہے۔ قدرت نے بھی نازکی اور افادیت کے پیشِ نظر اس کی خصوصی حفاظت کا غیر معمولی اہتمام کیا ہے۔

ہماری آنکھ کا ڈھیلا (EYE BALL) ہڈیوں کے بنے ہوئے ایک خانے میں رکھا گیا ہے ہم جسے "جوفِ چشم" کہہ سکتے ہیں۔ اس جوفِ چشم میں ڈھیلے کو چربی کی ایک دبیز تہہ میں لپیٹا گیا ہے۔ ڈاکٹروں کو اس چربی کی تہہ کے کئی مفید افعال کا علم ہو چکا ہے مثلاً یہ چربی آنکھ کو مناسب حد تک گرم رکھتی ہے۔ آنکھ کی حرکت میں ہر ممکن سہولت پیدا کرتی ہے۔ آنکھ کو جھٹکے یا چوٹ کے وقت صدمے کے اثرات سے محفوظ رکھتی ہے۔ آنکھ کے ڈھیلے کو چھ مختلف عضلات نے سنبھالا ہوا ہے۔

پپوٹوں کے علاوہ پلکیں اور بھویں بھی آنکھ کی حفاظت کرتی ہیں۔ مثلاً بھویں پیشانی پر جمع ہونے والے پسینے کو آنکھ میں گرنے سے بچاتی ہیں۔ اسی طرح تیز روشنی کی بعض شعاعوں کو آنکھ میں نہیں پڑنے دیتیں! پلکیں بھی ذرات وغیرہ کو اندر جانے سے روکتی ہیں۔ اگر کوئی ذرہ آنکھ میں چلا جائے اور تکلیف دینا شروع کر دے تو آنسو لانے والے غدود (LACHRYMAL GLANDS) سے ایک رطوبت نکلتی ہے (آنسو) جو اس کثافت کو بہا کر لے جاتی ہے!

ہماری آنکھ کی ساخت

اگر ہم انسانی آنکھ کو چیر پھاڑ کر دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ فوٹو گرافی کے کیمرے کی طرح ایک کھوکھلا کرہ ہے جسے گوشت پوست کا ایک عدسہ[1] دو غیر مساوی حصوں میں تقسیم کرتا ہے جنہیں بیرونی جوف (خانہ) (Anterior Chamber) اور اندرونی جوف (Posterior Chamber) کہتے ہیں۔ بیرونی جوف عدسے سے آگے ہوتا ہے اور اندرونی جوف عدسے کی پچھلی جانب واقع ہوتا ہے۔ ہر جوف میں خاص قسم کی مائع بھری ہوتی ہے۔

[1] شیشہ (LENS)

آنکھ کا عدسہ

اسے "EYE - LENS" کہتے ہیں۔ عینک کے عدسوں سے اس لحاظ سے مختلف ہوتا ہے کہ یہ عدسے خاص شیشے کے بنے ہوتے ہیں اور آنکھ کا عدسہ گوشت پوست کی شفاف بافتوں کا بنا ہوتا ہے اس کا قطر تقریباً $\frac{1}{3}$ انچ ہوتا ہے۔ شکل کے اعتبار سے یہ دوہرا محدب عدسہ ہوتا ہے[1] ....

... اس کے گرد ایک باریک سی جھلی ہوتی ہے جسے [illegible] کہتے ہیں۔ اس عدسے کو خاص عضلات نے سنبھالا ہوا ہوتا ہے۔ یہ عدسہ خود بخود کسی منظر پر فوکس ہو جاتا ہے!

دیوارِ چشم کی تہیں

اگر ہم آنکھ کی دیوار کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تین نازک تہوں پر مشتمل ہے۔ (۱) بیرونی تہہ (SCLEROTIC) (۲) درمیانی تہہ (CHOROID) (۳) اندرونی تہہ (RETINA)

بیرونی تہہ — (SCLEROTIC)

یہ تہہ سفید موٹی جھلی کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا پچھلا $\frac{5}{6}$ حصہ غیر شفاف ہوتا ہے۔ اس کے پچھلے حصے میں خون کی نالیاں ہوتی ہیں۔ اس کے سامنے کا $\frac{1}{6}$ حصہ شفاف ہوتا ہے۔ اس میں خون کی نالیاں نہیں ہوتیں اس حصے کو CORNEA کہتے ہیں۔ یہ ہماری آنکھ کے لئے کھڑکی کا کام دیتا ہے کیونکہ آنکھ میں روشنی صرف اسی راستے سے داخل ہو سکتی ہے۔

درمیانی تہہ — (CHOROID)

یہ کافی نازک تہہ ہے۔ اس میں خون کی نالیاں موجود ہوتی ہیں۔ اس کا رنگ بھورا سا ہوتا ہے۔ آنکھ میں داخل ہونے والی روشنی کا زائد حصہ اس میں جذب ہو جاتا ہے۔ اس تہہ میں رنگ کی کمی کی وجہ سے بعض لوگوں کو چیزیں صاف نظر نہیں آتیں۔ اس تہہ کے سامنے کا $\frac{1}{5}$ حصہ ایک پردے کا کردار ادا کرتا ہے اس میں سوراخ ہوتا ہے جسے "آنکھ کی پتلی" (Pupil) کہتے ہیں۔ آنکھ کی پتلی کی چوڑائی کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ دھوپ میں اگر آئینے میں اس کا عکس دیکھیں تو چھوٹا ہوتا ہے اگر چھاؤں میں جائزہ لیں تو بڑا ہو جاتا ہے قریب کی چیزوں کو دیکھتے وقت آنکھ کی پتلی چھوٹی ہو جاتی ہے۔ دور کی چیزوں کو دیکھتے وقت اس کا سائز مقابلتاً بڑا ہو جاتا ہے۔

اندرونی تہہ — (RETINA)

یہ پہلی دو تہوں کی نسبت بہت زیادہ نازک ہے۔ اسے آنکھ کی نازک ترین تہہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ اس میں اعصابِ باصرہ کی نازک ننھی ننھی پھیلی

[1] DOUBLE CONVEX LENS

ہوتی ہوتی ہیں۔ جس طرح فوٹوگرافی کی فلم روشنی سے متاثر ہوتی ہے یہ تہہ بھی روشنی کے اثرات کو قبول کرتی ہے۔ جس مقام سے بصری عصبہ (OPTIC NERVE) اس تہہ میں داخل ہوتا ہے۔ اس جگہ روشنی کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اس مقام کو "اندھا نقطہ" (BLINDSPOT) کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس تہہ پر ایک مقام جو پُتلی کے سامنے ہوتا ہے بہت زیادہ حساس ہوتا ہے اسے زرد نقطہ (YELLOW SPOT) کہتے ہیں۔
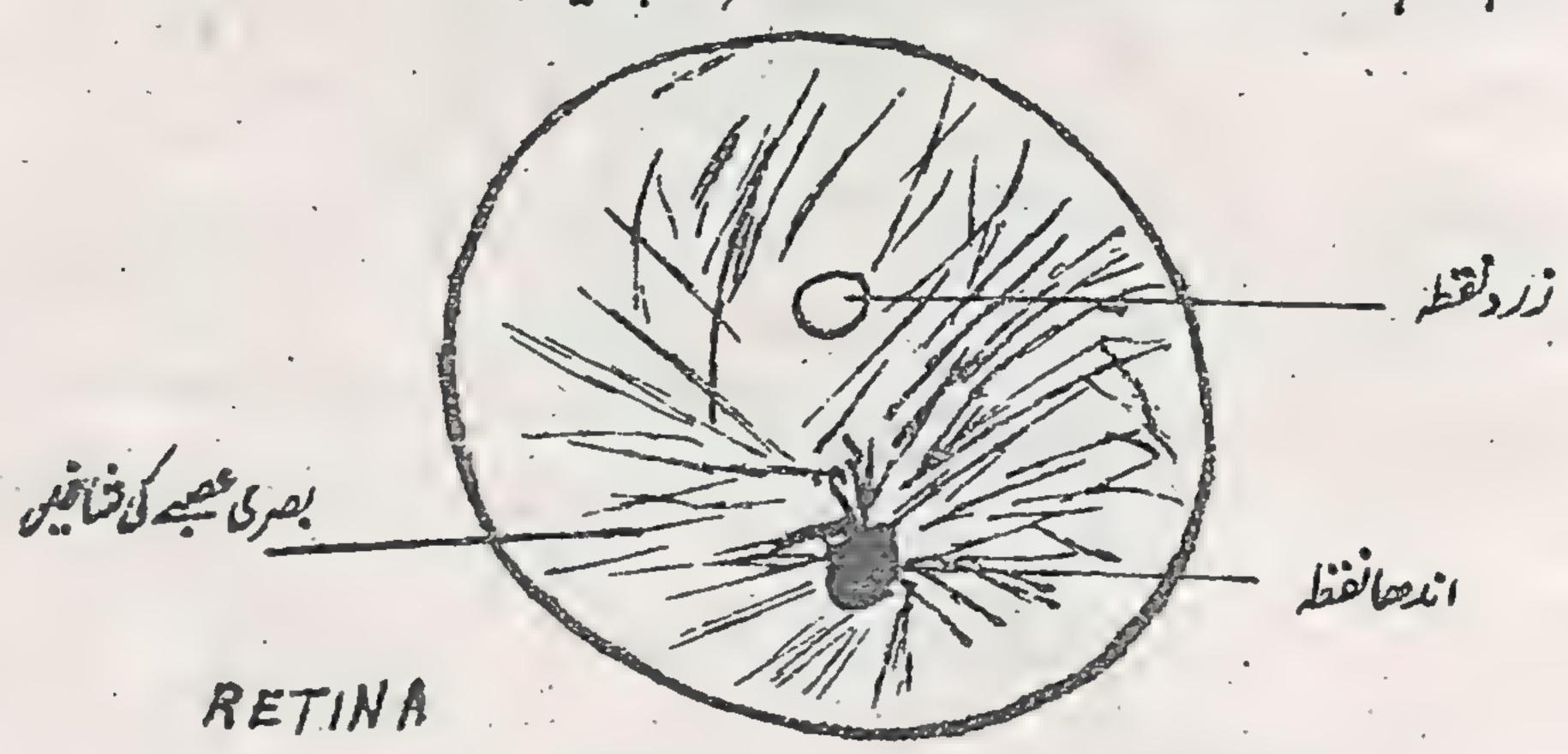
RETINA

ہماری RETINA یعنی اس اندرونی تہہ میں دو قسم کے خلیے (CELLS) ہوتے ہیں۔ ایک قسم کا نام "CONES" ہے اور دوسری کا نام "RODS" کونز کا کام تیز روشنی کے اثرات کو قبول کرنا ہوتا ہے۔ ان کی تعداد اس تہہ کے درمیانی حصے میں زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے برعکس راڈز ہلکی روشنی اور اندھیرے کے اثر کو قبول کرتے ہیں۔ آپ نے اندھراتے کے مریض تو دیکھے ہوں گے ان لوگوں کے یہی RODS صحیح طور پر کام نہیں کرتے انہیں وٹامن اے (Vitamin A) دینے سے RODS کی خامی جاتی رہتی ہے۔ کاڈ مچھلی کے جگر کے تیل اور سبزیوں میں یہ وٹامن موجود ہوتی ہے۔ جو جانور سبز پتے کھاتے ہیں ان کے جگر اور چربی میں بھی وٹامن اے موجود ہوتی ہے۔ مرغیاں اور بعض پرندے رات کو بہت کم دیکھتے ہیں۔ ان میں RODS نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے انہیں رات کو بہت کم نظر آتا ہے۔ اس کے برعکس گھوڑے۔ بلی اور چمگادڑ میں صرف RODS ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رات کو انہیں خوب نظر آتا ہے۔

ہم کس طرح دیکھتے ہیں؟

جب ہمارے سامنے کوئی منظر ہوتا ہے تو اس سے منعکس یا منعطف ہو کر آنے والی روشنی کی شعاعیں ہماری آنکھ میں CORNEA کے راستے داخل ہوتی ہیں اور پھر حساس ترین تہہ یعنی RETINA پر اس منظر کی مناسبت سے اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ تاثر اعصابی شاخوں کے ذریعے بصری عصبے تک پہنچتا ہے۔ یہ عمل دونوں آنکھوں پر بیک وقت ہوتا ہے اور دونوں آنکھوں کے بصری عصبے دماغ کے مخصوص حصے تک بیک وقت یہ تاثر پہنچاتے ہیں۔ آپ حیران ہوں گے کہ آنکھیں صرف تاثرات فراہم کرتی ہیں۔ بصری عصبے

(OPTIC NERVE) ان تاثرات کو دماغ تک لے جاتے ہیں جو ان تاثرات کو تصاویر اور مناظر کی شکل میں تبدیل کر لیتا ہے۔ گویا بالفاظ دیگر آنکھیں نہیں دیکھتیں دماغ دیکھتا ہے!!

آنکھ درحقیقت قدرت کا تیار کردہ عجیب وغریب کیمرہ ہے [illegible] ہے۔ یہ تو ایک سائنسی حقیقت ہے کہ انسان نے آنکھ کی ساخت سے متاثر ہو کر کیمرہ تیار کیا لیکن اب تک وہ اس کی پوری طرح نقل نہیں کر سکا۔ یعنی کوئی ایسا کیمرہ ایجاد نہیں ہو سکا جس کا عدسہ فوکس کرنے کی ضرورت سے بے نیاز ہو۔ اور جس میں ایک ہی فلم ہمیشہ کے لئے کام آسکے، ہماری آنکھ کا عدسہ خود بخود فوکس کر لیتا ہے۔ اور اس میں ایک ہی فلم یعنی Retina ہے جو دم آخر تک بے شمار تصاویر کے حصول کا باعث بنتی ہے!! سائنس جتنی ترقی کرے گی انسان اتنا ہی خدا تعالےٰ کی کرشمہ سازی سے آگاہ ہوتا جائے گا ـــــ

فتبارك الله احسن الخالقين

اطفال الاحمدیہ کا پہلا امتحان

اطفال الاحمدیہ میں علمی اور اخلاقی مسابقت پیدا کرنے کے لئے ایک بیج رائج کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس بیج کے چار حصے ہوں گے۔ ہر حصے کے لئے ایک کورس مقرر کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ کا پہلا امتحان ۲۱ اپریل ۶۳ء بروز اتوار ہوگا کورس حسب ذیل ہے:-

۱- کلمہ طیبہ زبانی یاد کرنا ۲- پنج بنائے اسلام ۳- نیت نماز مع نماز سادہ ۴- طریق وضو ۵- مسجد میں داخل ہونے اور مسجد سے باہر نکلنے کی دعا ۶- حضرت پیغمبر علیہ السلام اور خلفاء کے نام ۷- حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اور انکے خلفاء کے نام ۸- چار دفعہ نماز جمعہ میں باقاعدہ حاضری ۹- چار دفعہ مجلس کے اجلاسوں میں باقاعدہ حاضری ۱۰- خدمت خلق کے کم ازکم پانچ کام ۱۱- چندہ مجلس کی ادائیگی۔ (۸ سے ۱۰ تک ریکارڈ لوکل مجلس رکھے گی اور ان کی تصدیق لوکل مجلس کے ناظم اطفال کریں گے)

اس امتحان میں ہر طفل کا شامل ہونا ضروری ہے۔ لہذا میں تمام قائدین۔ ناظمین اطفال اور مربیان اطفال سے درخواست کرتا ہوں کہ اچھا سے اطفال کو اس امتحان کی تیاری شروع کروا دیں اور جس قدر پرچوں کی ضرورت ہو اس سے ہمیں اطلاع دیں۔

(مہتمم اطفال خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مجلس مرکزیہ کے اعلانات

کچھ عَلَمِ انعامی کے متعلق

(مہتمم خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

خدام الاحمدیہ کی مجالس میں مسابقت کی روح پیدا کرنے نیز بیداری اور کارکردگی کا وہ اعلیٰ معیار قائم کرنے کیلئے جو احمدی نوجوانوں کے شایانِ شان ہے ایک عَلَمِ انعامی رکھا گیا ہے۔ اس عَلَم کو حاصل کرنے کے لئے خاص معیار مقرر ہیں جس مجلس کا کام ان معیاروں کے مطابق اول نمبر پر رہتا ہے اُسے ہر سال جلسہ سالانہ کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی طرف سے یہ عَلَم دیا جاتا ہے۔ اس طرح تمام جماعت کی دُعاؤں کے ساتھ یہ بابرکت تقریب سرانجام پاتی ہے۔ دفتر کے ریکارڈ کے مطابق اب تک جن مجالس کو عَلَمِ اِنعامی حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے ان کی فہرست افادہ احباب کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مجالس کو بہترین کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سنہ ۱۹۳۹ء مجلس خدام الاحمدیہ کیرنگ (اڑیسہ)
سنہ ۱۹۴۰ء " " گوجرانوالہ
سنہ ۱۹۴۱ء " " چک ۹۹ شمالی سرگودھا
سنہ ۱۹۴۲ء " " دارالرحمت قادیان
سنہ ۱۹۴۳ء " " لاہور
سنہ ۱۹۴۴ء مجلس خدام الاحمدیہ دارالبرکات قادیان
سنہ ۱۹۴۵ء " " حلقہ مسجد مبارک قادیان
سنہ ۱۹۴۶ء " " کراچی
سنہ ۱۹۴۷ء تا سنہ ۱۹۵۱ء کسی مجلس کو نہیں دیا جا سکا
سنہ ۱۹۵۲ء مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی
سنہ ۱۹۵۳ء " " کراچی
سنہ ۱۹۵۴ء " " "
سنہ ۱۹۵۵ء " " "
سنہ ۱۹۵۶ء " " "
سنہ ۱۹۵۷ء " " "
سنہ ۱۹۵۸ء " " "
سنہ ۱۹۵۹-۶۰ء " " راولپنڈی
سنہ ۱۹۶۰-۶۱ء " " کراچی
سنہ ۱۹۶۱-۶۲ء " " لائلپور

امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر مجلس لائلپور کو نئے سال کے لئے عَلَمِ انعامی حاصل کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

شعبۂ تعلیم

اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا

خدا کی خشیت اور تقویٰ حقیقی علم سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ کے قائم کرنے کی بڑی غرض یہ ہے کہ احمدی نوجوانوں کی صحیح اسلامی رنگ میں تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جائے جس کے نتیجہ میں وہ سچا مسلمان اور خادمِ احمدیت ثابت ہو سکے۔

ہمارے آقا سرورِ دو جہان حضرت خاتم النبیین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ" علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے۔

نیز فرمایا:۔ "اطلبوا العلم من المھد الی اللحد" کہ تم بچپن سے لیکر اپنی وفات تک علم حاصل کرتے چلے جاؤ۔

پس جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی تعلیم کیطرف خاص توجہ دیں مجلس خدام الاحمدیہ کے تمام عہدیداران حسب ذیل تعلیمی مقاصد کو سامنے رکھ کر اپنی اپنی مجالس میں حسب ضرورت عمل درآمد جاری رکھیں:۔

۱۔ کوئی خادم ایسا نہ رہے جو اردو یا بنگالی وغیرہ پڑھ لکھ نہ سکتا ہو اور ابتدائی حساب نہ جانتا ہو۔

۲۔ کوئی خادم ایسا نہ رہے جو قرآن شریف ناظرہ پڑھنا نہ جانتا ہو۔

۳۔ کوئی خادم ایسا نہ رہے جو نماز باترجمہ نہ جانتا ہو۔

۴۔ کوئی خادم ایسا نہ رہے جو قرآن شریف باترجمہ نہ جانتا ہو۔

۵۔ کوئی خادم ایسا نہ رہے جو اسلام اور احمدیت کے ابتدائی اصولوں اور بنیادوں سے ناآشنا ہو۔

۶۔ خدام میں مطالعہ قرآن شریف، مطالعہ احادیث نبوی، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام و کتب سلسلہ و دیگر علمی کتب و اخبارات و رسائل کا شوق پیدا کیا جائے۔

ان مقاصد کے حصول کیلئے بہت محنت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ بہتر ہوگا کہ مجالس اپنے اپنے حالات کے مطابق کلاسز شروع کر دیں اور پھر باقاعدگی سے انہیں کامیاب بنانے اور جاری رکھنے کی کوشش کریں۔ خدا کے فضل سے بعض مجالس ان مقاصد کی طرف بہت توجہ دے رہی ہیں اور انہوں نے اپنی اپنی جگہ ایسی کلاسز شروع کی ہوئی ہیں جہاں خدام قرآن کریم باترجمہ اور دیگر امور سیکھ سکتے ہیں مگر ضرورت یہ ہے کہ تمام مجالس میں ایسا انتظام ہو۔ ہر ایسی مجلس جہاں پڑھے لکھے خدام موجود ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کو پڑھائیں اور انہیں قرآن کریم اور احادیث سے واقف کریں۔ اس سلسلہ میں مسجدوں میں باقاعدگی سے درسِ قرآن مجید اور درسِ احادیث شریف بھی بہت مفید ہوگا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے:۔

"خدام الاحمدیہ کا اہم فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ممبروں میں قرآن کریم باترجمہ پڑھنے اور پڑھانے کا انتظام کریں۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر مجلس خدام الاحمدیہ ہر جگہ نائٹ سکول کھول دے اور لوگوں کو جنہیں قرآن کریم کا ترجمہ نہیں آتا ترجمہ پڑھانا شروع کر دیں تو یہی ایک ایسی خدمت ہوگی جو انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا مستحق بنا دیگی۔"

امید ہے جملہ اراکین و عہدیداران مجالس ان تعلیمی مقاصد کے حصول کی طرف پوری توجہ دیکر انکی تکمیل کیلئے جملہ قوتوں کو بروئے کار لائیں گے۔

(مہتمم تعلیم و ذہانت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

ہر قسم کا

کاغذ گتہ اور بورڈ

ارزاں نرخوں پر خریدنے کے لئے

اپنی مشہور دکان

پیپر کارنر

واقعہ گنپت روڈ لاہور پر تشریف لاویں

الفردوس کلاتھ مرچنٹ

انار کلی میں

ہر قسم کے لیڈیز کپڑے کے لئے!

آپ کی اپنی دکان ہے

پہلے سے بھی زیادہ آپکے تعاون کی ضرورت ہے

الفردوس۔ ۸۵۔ انار کلی لاہور

تنقید و تبصرہ

چند نئی مطبوعات!

(۱) **اصحاب احمد جلد یازدہم**: یہ ضخیم کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک صحابیہ اور دو صحابہ یعنی حضرت چوہدری نصراللہ خان صاحب رضؓ، آپ کی اہلیہ محترمہ رضؓ اور آپ کے مایۂ ناز فرزند محترم چوہدری محمد ظفر خاں صاحب کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مؤلف مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ سالہا سال سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کے حالات جمع کرنے کا کام بڑی محنت و جانفشانی سے کر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں "اصحاب احمد" کی ۱۰ جلدیں اس سے قبل شائع کر چکے ہیں۔ یہ کتابیں تاریخِ احمدیت کا ایک ضروری حصہ ہیں اور آئندہ آنیوالی نسلوں اور قوموں کے لئے مشعلِ راہ کا کام دیں گی۔ سابقہ جلدوں کی طرح زیرِ نظر تالیف کے لئے بھی ملک صاحب نے سلسلہ کے لٹریچر، اخبارات و رسائل اور دیگر ہر ممکن ذریعہ سے جملہ ضروری معلومات نہایت محنت و قابلیت اور سلیقہ سے یکجا کر دی ہیں اور حتی الوسع ہر اہم واقعہ کی سند بھی ساتھ درج کر دی ہے جس سے کتاب کی تاریخی حیثیت بھی مسلّم ہو جاتی ہے۔ اِن دلچسپ اور ایمان افروز کتب کا مطالعہ نوجوانوں کے لئے خصوصاً بے حد مفید ہوگا۔ زیرِ نظر جلد بڑے سائز پر عمدہ سفید کاغذ کے ۴۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت و طباعت بھی عمدہ ہے۔ قیمت مجلد ۵ روپے، غیر مجلد سوا چار روپے۔ احمدیہ بکڈپو ربوہ یا ربوہ و قادیان کے کسی بھی بک سیلر سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

(۲) **مذہب کے نام پر خون**: تصنیف صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ) ناشر: انجمن وقفِ جدید ربوہ۔ ضخامت: کتابی سائز کے ۲۱۲ صفحات۔ کتابت طباعت معیاری و دیدہ زیب۔

"انسان کی تاریخ خاک و خون میں لتھڑی پڑی ہے۔ اُس دن سے لیکر آج تک جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا۔ اس قدر خونِ ناحق بہایا گیا ہے کہ اگر اس خون کو جمع کیا جائے تو آج رُوئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے کپڑے اس خون میں رنگے جا سکتے ہیں بلکہ شاید اس پر بھی وہ خون بچ رہے اور ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کے لباس کو بھی لالہ رنگ کرنے کے لئے کافی ہو۔ مگر مقامِ حسرت ہے کہ اس پر بھی آج تک انسان کی خون کی پیاس نہیں بُجھی ....." اِن ابتدائی الفاظ کے ساتھ اِس دلچسپ کتاب میں اِس امر کو بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح دنیا میں مذہب کے نام پر خون بہایا جاتا رہا ہے۔ اسکے بعد مصنف نے نہایت لطیف پیرایہ میں قرآن کریم کے متعدد حوالجات کی روشنی میں اسلام کی پُر امن صحیح تعلیم کو پیش کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام کو تلوار کے ذریعہ پھیلانے کا تصور کس قدر غلط ہے۔ اِس سلسلہ میں مودودی صاحب اور دیگر خود ساختہ مصلحین کے غیر اسلامی نظریات پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

الغرض یہ ایک نہایت ضروری اور مفید کتاب ہے۔ اس کا مطالعہ ہر لکھے پڑھے شخص کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ ضرورت ہے کہ اِس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جائے۔ نیز حلقۂ اشاعت کو مزید وسعت دینے کے لئے کم از کم عربی اور بنگالی زبانوں میں تو ضرور اس کے تراجم ہو کر شائع ہو جانے چاہئیں۔ ●